رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر

شرح چندہ
سالانہ ....
ششماہی ....
سہ ماہی ....

قیمت پرانا پرچہ (۴ر)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن
ہفتہ وار
مملکت
ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے۔ ال ال۔ بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ آصفیہ (نمبر ۱۸۱)

شرح چندہ
سالانہ ....
ششماہی ....
سہ ماہی ....

قیمت فی پرچہ (۲ر)

جلد (۲) | ۱۵ امرداد سنہ ۱۳۵۱ ف | ۵ جمادی الثانی ۱۳۶۱ھ | ۲۰ جون سنہ ۱۹۴۲ء شنبہ | نمبر (۱۰)

کیا یہ جنگ مذہب کے احیاء کا باعث ہوگی؟

یورپ میں روحانی اضطراب کے آثار

از

پروفیسر سی، ای، ایم، جوڈ

ہمارے تمدن کی خصوصی بیماری یہ ہے کہ ہماری قوت اور ہماری عقل کے مابین ایک خلیج حائل ہو گئی ہے۔ جس عصر جدید کے انسان کے قلب کی گہرائیوں میں پایا جاتا ہے — ان گہرائیوں میں جہاں تک سائنس اور سیاسیات نہیں جاتی۔ میں صاف صاف یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ اخلاقی اقدار کی تجدید کے بغیر یہ خلیج نہیں پاٹی جا سکتی اور اخلاقی اقدار کی تجدید کے لئے مذہبی عقیدے کا احیا ناگزیر ہے۔ مگر مذہبی عقیدے کا احیا کس طرح ہو سکتا ہے؟ یہاں ایک حقیقی دشواری سے ہم دوچار ہوتے ہیں۔ نوع انسان کو سدھارنے کا کوئی نسخہ ہاتھ نہیں آیا۔ امور عامہ سے دلچسپی رکھنے والے لوگوں کی طرح میرے پاس بھی متعدد خطوط آتے رہتے ہیں۔ چند ماہ قبل امریکہ سے مجھے ایک خط وصول ہوا جس میں کاتب نے یہ تحریر کیا ہے کہ "آپ جیسے لوگ دنیا کی فلاح و بہبود کی اسکیمیں پیش کرتے رہتے ہیں لیکن میں نے ایک انکشاف کیا ہے جس سے تمام دشواریاں ہمیشہ کے لئے حل ہو جائیں گی۔ اور وہ تمام برائیاں ناپید ہو جائیں گی جن میں دنیا اس وقت مبتلا ہے۔ اور وہ انکشاف یہ ہے کہ انسان ایک دوسرے سے محبت کرنا سیکھیں۔"

سابقہ تجربے۔

میں مکتوب نگاروں کے ساتھ ہمیشہ خوش خلقی سے پیش آتا ہوں۔ مکتوب بالا کا جواب دیتے ہوئے میں نے دریافت کیا کہ براہ کرم اس انکشاف کو روبہ عمل لانے کے طریقے بتلائے جائیں۔ مجھے یہ جواب ملا کہ انکشاف کافی ہے اس کو روبہ عمل لانا کمتر درجہ کے لوگوں کا کام ہے۔ اس مکتوب کی ایک خاص اہمیت ہے۔ جس سے ہوا کا رخ معلوم ہوتا ہے۔ دو ہزار سال سے لاکھوں وعظ سنائے گئے۔ لوگوں سے کہا گیا کہ وہ منکسر المزاج، حلیم الطبع، مہربان، اور ایثار پسند بن جائیں۔ اپنے خیالات کو مادی چیزوں سے زیادہ آسمانی چیزوں پر مرکوز کریں بدی کا بدلہ بدی سے نہیں بلکہ نیکی سے دیں۔ اپنے سے زیادہ اپنے ہمسایوں کا خیال رکھیں، اور سب سے زیادہ خدا کا دھیان کریں۔ لیکن اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ دو ہزار سال کی اخلاقی تلقین کے بعد آج لندن اور نیویارک کے عوام اپنے کردار و اخلاق کے اعتبار سے قدیم ایتھنز کے عوام سے کسی طرح بہتر نہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ نوع انسان کو سدھارنے کا کوئی نسخہ ہاتھ نہیں آیا۔

مذہبی ضرورت

بہرحال مذہب کی تجدید کا سامان اس وقت جس طرح پیدا ہو گیا ہے شاید ہی کبھی پیدا ہوا ہوگا۔ دنیا دیکھ رہی ہے کہ عصر جدید کی نسلیں بغیر کسی مذہبی عقیدے کے نشوونما پا رہی ہیں۔ یہ ایک دلچسپ واقعہ ہے۔ کیونکہ ہر زمانہ میں ہر نسل ایک عقیدہ و ایک معبود رکھتی تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عبادت اور عقیدہ ایک عالمگیر انسانی ضرورت ہے یہ ضرورت ہماری موجودہ نسل میں بھی موجود ہے لیکن اس کو دبا دیا گیا ہے۔ نفسیات کی اصطلاح میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ مذہب کی ضرورت ہمارے لاشعور میں کارفرما ہے۔ نفسی تحلیل کے ماہرین کہا کرتے ہیں کہ جس طرح وہ لاشعور میں دبی ہوئی جنسی خواہشات کی تحقیق کرتے ہیں اسی طرح عصر جدید کے انسان کی دبی ہوئی مذہبی ضروریات پر بھی توجہ کریں۔ آج حالت یہ ہے کہ نوجوان بغیر کسی فلسفۂ حیات کے نشوونما پا رہے ہیں۔ عصر جدید کے نوجوان اگر کسی فلسفے سے واقف ہیں بھی تو وہ یہ ہے کہ کھاؤ پیو اور خوش رہو کیونکہ کل تو مرنا ہے۔ افسوس ہے کہ انہوں نے کھانے اور پینے سے کچھ اچھے نتائج پیدا نہیں کئے۔ اگر کچھ کیا بھی تو ارباب باطل کی پرستش۔ جنگ سے پیشتر دنیا کا کیا منظر تھا۔ مغربی یورپ اور امریکہ میں ہم دیکھتے تھے کہ ہزارہا نوجوان اپنی خاتون دوست کے ساتھ مخمور حالت میں موٹروں میں سرشام گھومتے پھرتے ہیں۔ موٹریں تو خوبصورت تھیں مگر جس غرض کے لئے استعمال ہو رہی تھیں وہ غیر مستحسن تھی۔ ذرائع کا بیجا استعمال اور مقاصد سے بے اعتنائی۔

اس کا کچھ نہ کچھ علاج ہونا چاہیے ورنہ نوجوان اس سے زیادہ برائیوں میں گھر جائیں گے۔ جوں جوں آسمانی خدا کا تصور دھندلا ہوتا گیا ایک نفی انسان کو اس کی جگہ دی گئی۔ نتیجے میں یہ پہلا واقعہ نہیں ہے کہ انسانوں نے خدا سے محروم ہو کر دوسرے انسان کو خدا کی صفات سے متصف کر دیا۔ میرا اشارہ اس امر کی طرف ہے کہ مملکت اور حکومت کے عطر کی پرستش سے ڈکٹیٹر کی پرستش مذہبی عقیدے کے

بقیہ صفحہ [illegible] پر

مملکت
ہفتہ وار

جلد (۲) ۱۵ امرداد روز شنبہ ۱۳۵۱ف نمبر (۱۰)

کیا یہ قیادت ہے؟

کہا جاتا ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو اشتراکیت پسند ہیں اور فاسستی نظام کو نوع انسان کے لئے مہلک سمجھتے ہیں۔ ان کے بعض بیانات سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ وہ فاسسٹیت کے خلاف آسمین چڑھا کر آخری وقت تک لڑنے تیار رہیں۔ لیکن بعض بیانات ایسے بھی ہیں جن میں ان کا لب و لہجہ بالکل بدل گیا ہے اور یہ شبہ ہونے لگتا ہے کہ وہ فاسسٹیت کا پیچھا تو نہیں کر رہے ہیں۔ پنڈت جی کے قول و فعل میں اس قدر تضاد ہے کہ غور و فکر کرنے والے افراد کے لئے ان کو سمجھنا پہیلی بوجھنے کے برابر ہے۔ ما قوال میں فاسسٹیت کی مخالفت اور افعال سے اس کی حمایت ایک عجیب و غریب ذہنیت کا پتہ دیتی ہے پھر بھی پنڈت نہرو ہندوستان کے سواداؤں میں ایک بلند مقام کے مالک ہیں اور ہندوستان کے نوجوان ان کو بت بنا کر پوجتے رہے ہیں۔ ان کی تضاد بیانیاں نفسیات کے متعلمین کے لئے تحقیقات کا ایک دلچسپ موضوع بن سکتی ہیں۔

قلابازی

سرانٹافورڈ کرپس کی واپسی کے بعد دو ہفتوں تک پنڈت نہرو ہندوستان کے عوام کو یہ تلقین کرتے رہے کہ وہ جاپانیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے چھاپہ مار (گوریلا) طریقہ اختیار کریں اور ہر ایسی چیز کو جلا دیں جس سے دشمن کو مدد مل سکتی ہے اور یہ خیال نہ کریں کہ یہ کس کی ملک ہے۔ اس کے بعد پنڈت نہرو کے خیالات میں ایک جھٹکا سا تغیر رونما ہونے لگا جس کی چند مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

"(۱) اگر جرمنی اور جاپان جنگ جیت جائیں اور دنیا پر تسلط حاصل کر لیں تو میں اس کو دنیا کے لئے ایک قطعی حزنیہ نہیں سمجھوں گا۔ گو میں انہیں جا پہنچا کامیاب ہو

(۲) میں اس خیال کے خلاف ہی پانچ ہوں کہ ہمیں بے حس تماشائی بن جانا چاہئے اور یہ کہ ہم جاپانی حملہ آور کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے ...... میں ایسے خیالات برداشت نہیں کر سکتا۔

(۳) حملہ آور کے آگے جھک نہ جاؤ۔ اس کو کسی طرح رسد نہ پہونچاؤ۔ اس کو ہر طرح پریشان کرو۔"

یہ وہ مشورہ تھا جو پنڈت جواہر لال نہرو کرپس کی واپسی کے بعد ہندوستان کے عوام کو دے رہے تھے لیکن زیادہ عرصہ گذرنے نہیں پایا کہ ہندوستان کا یہ بیسل القدر اور بیباک لیڈر پریشان اور دہشت زدہ عوام کو اب یہ مشورہ دے رہا ہے:—

(۱) اکثر لوگ جانتے ہیں یا انہیں جاننا چاہئے کہ کانگریس کے ایک رکن کی حیثیت سے اور شخصی طور پر بھی میں ہندوستان کی موجودہ حکومت سے ساتھی جنگ میں اشتراک عمل کرنے کے بالکل خلاف ہوں۔

(۲) میرے الفاظ کو توڑ مروڑ کر اور ان کے متن سے علحدہ کر کے ان کی تشہیر اس غرض سے کی جا رہی ہے کہ ساتھی جنگ میں مدد حاصل کی جائے جس سے میں اور کانگریس پوری طرح بے تعلق ہوں۔

(۳) بعض لوگ عدم تشدد اور عدم تعاون کے ذریعہ جاپان کا مقابلہ کرنے کے خیال کا مضحکہ اڑا رہے ہیں لیکن یہ طریقہ تھوڑی آبادی کے لئے تجویز کیا گیا ہے ...... چونکہ ہم جاپان کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں اس لئے ہمارے پاس یہی ایک حربہ ہے۔

(۴) فاسستی اور محوری دونوں ہمارے دشمن ہیں لیکن برطانیہ کے خلاف ہماری جدوجہد ہندوستان کے آزاد ہونے تک جاری رہیگی اگر اس دوران میں جاپان ہندوستان پر حملہ کرے گا تو ہم مقاومت کریں گے لیکن ہم کسی صورت میں برطانوی حکومت کے خلاف اپنی جدوجہد ترک نہیں کریں گے۔

کیا کوئی ذی فہم انسان بتا سکتا ہے کہ ان متضاد بیانات سے ملک کی کوئی رہنمائی ہو سکتی ہے؟ کہا جاتا ہے کہ لیڈروں کا کام عوام کی صحیح رہنمائی کرنا ہے مگر یہاں تماشہ یہ ہے کہ الفاظ کی الٹ پھیر سے عوام کے دماغوں میں انتشار پیدا کیا جا رہا ہے۔

سیاسی بازی گری

کچھ دن قبل اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ ہندوستان سے امریکی فوجیں ہٹانے کے متعلق گاندھی جی اور پنڈت نہرو میں اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔ لیکن گذشتہ ہفتہ گاندھی جی نے یہ واضح کر دیا ہے کہ پنڈت نہرو سے ان کی گفتگو ابھی ختم نہیں ہوئی مگر یہ گفتگو دوستانہ انداز میں جاری رہی اور ہم ایک دوسرے سے قریب آ گئے۔ گاندھی جی کے اس بیان کی تائید صوبہ متحدہ کی کانگریس کمیٹی کی قرارداد سے بھی ہوتی ہے جس کے اجلاس میں شریک ہونے کے لئے پنڈت نہرو دوڑے دوڑے ہوئے لکھنؤ پہونچے۔ اس قرارداد میں کہا گیا ہے کہ برطانوی ملوکیت ہندوستان کو جنگ میں حصہ لینے سے روک رہی ہے۔ ملک کا اولین فرض یہ ہے کہ اس خطرے کے باوجود جس سے ہم دوچار ہیں ملوکیت کو ختم کر کے حصول آزادی کے لئے قدم اٹھائے۔ اس قرارداد کے آخر میں کانگریس کی مجلس عاملہ سے یہ خواہش کی گئی ہے کہ برطانوی ملوکیت کے ہاتھ سے اقتدار چھیننے کے طریقوں پر فوراً غور کیا جائے۔ یہ قرارداد اصل پنڈت نہرو کے تلون کا ایک مظاہرہ ہے۔ اس سے غیر جانبداری کسی طرح ظاہر نہیں ہوتی بلکہ یہ حکومت برطانیہ کے خلاف ایک اعلان جنگ ہے۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس حکومت کے خلاف کس طرح اعلان جنگ کیا جا سکتا ہے جو خود فاسستی قوتوں کے خلاف برسر جنگ ہے؟ پنڈت جی کے مخالف فاسستی جذبات اور اس قرارداد میں کس طرح مطابقت پیدا کی جا سکتی ہے؟ اور پنڈت جی کے ان سابقہ بیانات کا کیا مطلب ہے جن میں انہوں نے کہا تھا کہ حکومت کو اس وقت پریشان کرنا جاپانیوں کو حملے کی دعوت دینا ہے۔ ان سوالات کا تشفی بخش جواب تلاش کرنا بے سود ہے کیونکہ ایسے سوالات اٹھانے والوں پر ایک طرف پنڈت جی برس پڑتے ہیں اور دوسری طرف کانگریسی اخبار ان کو رجعت پرست، رجعت پسند اور دشمن وطن قرار دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ پنڈت نہرو کو پہیلی جاننے اور تھوڑی سی کوشش کے بعد گاندھی جی کے ہم خیال بن جانے میں مہارت حاصل ہے۔ گاندھی جی ایک نئی تحریک شروع کرنا چاہتے ہیں اور پنڈت نہرو اس کے لئے ایک مخالف ملوکیت پس منظر تیار کر رہے ہیں۔ بظاہر یہ حرکات تو بہت اچھی ہیں مگر در اصل عدم تشدد اور ملوکیت کی مخالفت کا نام لے کر فاسستی قوتوں کو تقویت پہونچائی جا رہی ہے۔

افلاس تخیل

آغاز جنگ سے اب تک صرف پنڈت نہرو بلکہ کانگریس والی کمانڈ بھی جو پینترے بدلتا رہی ہے اس سے افلاس تخیل کا پتہ چلتا ہے۔ اور اب کانگریس کا تشدد اور عدم تشدد، تعاون اور عدم تعاون کے بیچ میں جھولنا ذہنی خلفشار کی ایک یہی علامت ہے۔ چین اور روس سے ہمدردی ظاہر کرنا، مگر برطانیہ سے جس کے ذریعہ چین اور روس کا امداد پہونچ رہی ہے برسر پیکار ہونا ایک ایسی روش ہے جس کو صرف وہی لوگ پسند کر سکتے ہیں جو اندھی مشاہیر پرستی میں مبتلا ہیں۔ آئے دن کانگریسی لیڈر جو بیانات جاری کرتے رہتے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اب کانگریس میں قیادت اور رہنمائی کی صلاحیت مفقود ہوتی جا رہی ہے۔ عوام اب اس پر سوچنے لگے ہیں کہ قیادت آخر کون کر رہا ہے؟ مولانا آزاد، گاندھی جی یا پنڈت نہرو؟ اگر اصل قیادت گاندھی جی کے ہاتھ میں ہے تو پھر

تماشہ کی کیا ضرورت ہے اور کیوں محاذ ہی پر مستقل عام پر نہیں آئے۔ دو گاندھی جی کی نئی تحریک کے متعلق باخبر حلقوں کی یہ رائے ہے کہ یہ دراصل راجگوپال چاری کی مہم سے پبلک کی توجہ ہٹانے اور کانگریس اور گاندھی جی کے وقار کو بچانے کی ایک تدبیر ہے۔ اگر کوئی تحریک شروع بھی کی گئی تو اس کا وہی حشر ہوگا جو سابقہ تحریکات کا ہوا۔ جب تک کانگریس اپنے ہوس اقتدار کو ترک کرکے ہندوستان کی دوسری جماعتوں سے سمجھوتہ نہ کرے گی یہ خلفشار دور نہ ہوگا اور سیاسی تعطل بدستور جاری رہے گا۔ مگر معلوم ایسا ہوتا ہے کہ کانگریس اکثریت کی حکومت قائم کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ اپنی اس خواہش کو وہ خوش نما الفاظ میں چھپاتی رہی لیکن کانگریس کے متمرد ممبر مسٹر اچاریہ کرپلانی کے ایک حالیہ بیان سے یہ حقیقت بے نقاب ہوگئی۔ مسٹر راجگوپال چاری کے ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے مسٹر کرپلانی لکھتے ہیں کہ:۔

"اگر اقلیتوں کو حقوق حاصل ہیں تو ان پر فرائض بھی عائد ہوتے ہیں اور اقلیت کا ایک فرض یہ ہے کہ اکثریت کو اپنی پالیسی روبہ عمل لانے کا موقع اور مہلت دے"

بہ الفاظ دیگر مسٹر کرپلانی پالیسی کی تشکیل میں اقلیت کو شریک کرنا نہیں چاہتے اور یہ اختیار صرف اکثریت کے لئے ہی محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ جب تک کانگریس اس روش پر قائم رہے گی ہندوستان کا سیاسی خلفشار بڑھتا جائے گا اور دنیا پر یہ بات آشکار ہوتی جائے گی کہ ہندوستان کی قومی جماعت دیوالیہ ہو گئی ہے۔

حیدرآباد اور صنعتی تنظیم

ایوان تجارت حیدرآباد کے سالانہ عشائیہ میں تقریر کرتے ہوئے آنریبل مسٹر غلام محمد صدر المہام فینانس نے صنعتی مسائل پر روشنی ڈالی اور فرمایا کہ "حیدرآباد کو معاشی اعتبار سے خودکفیل بنانے کی خواہش پر احتیاط سے غور کرنا چاہئے کیونکہ موجودہ جنگ معاشی قوم پرستی کی تنگ نظری کے خلاف بھی جاری ہے۔" ہمارے خیال میں اس نظریہ پر دوران جنگ ہی کوئی قطعی رائے قائم کرنا ابھی قبل از وقت ہوگا۔ بعض مبصرین کا خیال ہے کہ موجودہ جنگ ہر ملک کو یہ سبق دے رہی ہے کہ مصنوعات کے لئے دوسرے ممالک پر انحصار کرنا معاشی خلفشار پیدا کرتا ہے۔ اگر ہر ملک خودکفیل ہو جائے تو اس کو معاشی پریشانیوں سے دوچار ہونا نہیں پڑتا۔ ایک دوسرا نقطہ نظر یہ ہے کہ موجودہ معاشی پیچیدگیاں عارضی ہیں۔ جنگ کے بعد حالات بدل جائیں گے اور نئی معاشی تنظیم شروع ہوگی۔ اس وقت ماہرین معاشیات یہ فیصلہ کرسکیں گے کہ کسی ملک کا معاشی اعتبار سے خودکفیل ہونا ضروری ہے یا نہیں۔ دوران جنگ میں معاشی پالیسی کا مقصد ملک کی پیداوار کو اغراض جنگ کے لئے کارآمد بنانا ہے۔ اس مقصد کے لئے معاشی وسائل کو اساس امن سے ہٹاکر اساس جنگ پر لایا جاتا ہے۔ جنگ کے بعد جب یہ حالات باقی نہیں رہیں گے اس وقت یہ رائے قائم کی جاسکے گی کہ ملک کو کس حد تک معاشی اعتبار سے خودکفیل بنایا جاسکتا ہے۔"

صنعتی تنظیم کے سلسلہ میں مسٹر غلام محمد نے فرمایا کہ:۔

"میں اس بات کو دوبارہ آپ کے ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں کہ زراعت کو ترقی دینے کی سخت ضرورت ہے۔ ملک کی اصلی زرعی پیداواروں کو صنعتی مقاصد کے لئے استعمال کرنے کے بہترے امکانات ہیں۔ آپ کی صنعتیں صرف آپ کے ملک کے ذخیروں پر ہی پروان چڑھ سکتی ہیں کیونکہ کئی صورتوں میں انہیں یہیں کی اصلی زرعی پیداواروں کا دست نگر ہونا پڑے گا۔"

ہمیں اس رائے سے پورا اتفاق ہے اور ہم اس میں یہ چیزیں کا اضافہ کرنا چاہتے ہیں۔ حیدرآباد میں کسی صنعتی پروگرام کو روبہ عمل لانے سے پہلے اس امر کی سخت ضرورت ہے کہ صنعتی پالیسی واضح کی جائے تاکہ صنعتوں میں سرمایہ لگانے والوں کو یہ اطمینان حاصل رہے کہ ملک میں اشیاء خام، تربیت یافتہ مزدور، ماہرین فن اور دیگر سہولتیں حاصل ہیں اور مجوزہ صنعت نفع آور طریقے سے چلائی جاسکتی ہے۔ اس کے علاوہ جب تک برقی قوت سستے داموں ملک کے ہر گوشہ میں مہیا نہ ہو جائے بڑے پیمانہ پر صنعتی ترقی ممکن نہیں۔ میسور کی صنعتی ترقی کا راز برقی قوت کی فراوانی میں مضمر ہے اور حیدرآباد کو بھی قدرت نے ایسے مواقع دئے ہیں کہ یہاں بھی سستے داموں برقی قوت کی تولید ممکن ہے۔

اگر حکومت اور سرمایہ داروں کے اشتراک عمل سے مختلف صنعتی احیا کا بیڑا اٹھایا جائے تو سالانہ ۲۵ کروڑ روپیہ جو بصورت تجارت حیدرآباد سے باہر چلا جاتا ہے بچ سکتا ہے۔ ذیل میں ان اشیاء کی ایک مختصر فہرست درج کی جاتی ہے جو باہر سے درآمد کی جاتی ہیں اور جن کی تیاری حیدرآباد میں ممکن ہے:۔

کرنی کا بنا ہوا سوت اور کپڑا	۶	کروڑ روپیے
اجناس خوردنی	۱½	،، ،،
روغنیات	۱	،، ،،
نمک	۷۰	لاکھ روپیے
میوہ اور ترکاری	۵۰	،، ،،
تمباکو	۴۰	،، ،،
کانچ کا سامان	۹	،، ،،
بوٹ اور شوز	۸	،، ،،
صابن	۶	،، ،،
دستی و پارچہ	۵	،، ،،
دیاسلائی	۹	،، ،،
متفرقات	۴	،، ،،

کھیتی مشینوں سے قطع نظر ترقی یافتہ حالات میں روزمرہ ضروریات کی چیزیں تیار کرنے پر پوری توجہ مبذول کی جائے تو ایک طرف تو بڑی دولت کی نکاسی رک جائے گی اور ساتھ ہی ترقی ہوتی پیداوار کو ایک حل نکل آئے گا۔

قواعد معاشداران کے نفاذ کا التواء

پیشگاہ سلطانی سے فرمان عطوفت نشان

طبقہ معاشداران سے متعلق از راہ مراحم خسروانہ جو فرمان مبارک مورخہ ۲۹ جمادی الاول شریف صادر ہوا ہے وہ حسب ذیل ہے:۔

"میرا فرمان مورخہ ۳ ربیع الثانی شریف سنہ ۱۳۵۸ھ اور اس کے تحت قواعد جس خیال سے جاری ہوئے تھے ان کا مقصد و مطلب تھا یعنی عدم اعتماد و وفاداری نہیں تھا بلکہ انقلاب زمانہ سے جو حالات بدلے ہوئے تھے ان پر ایک طریقہ کار پر کام کرنے کی ہدایت اہل ملک کو دی گئی تھی لیکن اب حالات زمانہ بدل گئے ہیں اور طبقہ جاگیرداران نے بھی میری گورنمنٹ کے سامنے اپنی ایسی خیرخواہی کا اظہار کرتے ہوئے یہ استدعا کی ہے کہ ان کے اوپر گورنمنٹ پر اعتماد کرکے نظر بر آن موجب قواعد مذکورہ یا احکام جو حسب ضابطہ جاری ہوئے تھے ان کا نفاذ تا حکم ثانی ملتوی رہے گا۔ اور اس دوران میں مجھے امید ہے کہ جس گروہ نے اپنی خیرسگالی کا اطمینان دلایا ہے وہ زمانہ آئندہ میں مسئلہ مذکورہ پر نظرثانی کرنے کے اسباب پیدا نہ ہونے دے گا کہ دنیا میں یہی ایک چیز ہے جس پر کہ مدار عالم کا انحصار ہے۔

یہ جریدہ غیر معمولی میں شائع کر دیا جائے۔

نمبر جات دستخط اعلیحضرت بندگانعالی

حیدرآباد میں سماجی اور مذہبی آزادی

ماہنامہ "شانتی" کاکوری اپنی ۳۰ اپریل کی اشاعت میں تحریر کرتا ہے کہ:۔

"ابھی حال ہی میں ایک مہاسبھائی کاشی ناتھ راؤ نے یہ کہا تھا کہ دھارمک اور سیول آزادی بالکل قید میں جکڑی ہوئی ہے اور عوام ایسی پابندیوں میں ہیں جو ناقابل برداشت ہیں چنانچہ اس سلسلہ میں ہم نے جو حیدرآباد کے اخباروں کے صفحات دیکھنے شروع کئے تو ہمیں بالکل اس کے خلاف صورت نظر آئی یعنی ایک ہی مہینہ کے اندر ہمیں ہندوؤں کے ۴۴ مذہبی جلسوں کی رپورٹیں ملیں جلسوں کی یہ تعداد ایک مہینہ میں کچھ کم نہیں ہے۔ ہم ان جلسوں کی اطلاعات وہاں کے مختلف اخباروں سے نقل کرکے پیش کرتے ہیں۔ ان اقتباسات سے یہ اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ لوگ حیدرآباد کے متعلق کیسے سفید جھوٹ بولتے ہیں۔ ان خبروں کو پڑھنے کے بعد یہ کہنا کہ حیدرآباد میں مذہبی اور سماجی آزادی قید میں ہے کتنا بڑا جھوٹ ثابت ہو جاتا ہے۔ حقیقت تو یہ کہ اس قسم کی مذہبی اور سماجی آزادی جو حیدرآباد میں لوگوں کو حاصل ہے وہ شاید برٹش ہند کے اکثر صوبوں میں بھی نہ ہوگی۔

"اخبار مملکت"
میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے

نیلگری کی بہترین چائے کا واحد مرکز چینا نیلگری ٹی ایمپوریم روبرو معظم جاہی مارکٹ

گاندھی جی کی قیادت کدھر لے جارہی ہے؟

(ایک آکسونین کے قلم سے)

ہندوستان کا سیاسی تعطل سرعت کے ساتھ ایک خطرناک صورت اختیار کر رہا ہے۔ گاندھی جی نے حکومت برطانیہ کے خلاف ایک سوچے ہوئے نقشے کے مطابق اعصابی جنگ شروع کردی ہے۔ انھوں نے اعلان کیا ہے کہ برطانیہ ان کی ہمدردی کھو چکا ہے۔ کیونکہ وہ اقتدار منتقل کرنا نہیں چاہتا۔ اور امریکہ بھی گاندھی جی کی حمایت کھو چکا ہے کیونکہ وہ اپنے ذرائع کو تمام اس کے لئے استعمال کرنے کے بجائے اس بحرالکاہلی جنگ میں کود پڑا۔ اگرچہ چین اور روس کو گاندھی جی کی ہمدردی حاصل ہے۔ مگر ان کو امداد نہیں دیجا سکتی۔ آج گاندھی جی یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ ہندوستان سے بیرونی فوجیں ہٹائی جائیں۔ اور وہ سوختہ سامانی کی پالیسی کے بھی مخالف ہیں۔ ان واقعات کے پیچھے یہ خواہش کارفرما ہے کہ برطانیہ کو ہندوستان سے ہٹ جانے پر مجبور کیا جائے۔ اور اپنے اس ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے گاندھی جی ایک تحریک شروع کرنا چاہتے ہیں۔ بشرطیکہ کانگریس اور اہل ملک ان کا ساتھ دیں۔ گاندھی جی کے منصوبہ پر غور کرنے کے لئے مجلس عاملہ کا جلسہ طلب کیا گیا ہے۔ اس تجویز نے ایک ایسی صورت حال پیدا کردی ہے جس پر احتیاط سے غور و خوض کرنا چاہئے۔

یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ گاندھی جی کی تحریک کا اولین مقصد عدم تشدد ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ مدافعت کی ناکافی تیاری کی حالت میں مسلح مزاحمت بے سود ہوگی۔ اور نیز یہ کہ کانگریس جو عدم تشدد کا مسلک قبول کرچکی ہے آخری لمحہ میں تشدد اختیار نہیں کرسکتی اور صف اول کے کانگریسی جو صحیح راستے سے ہٹے ہوئے ہیں اپنی غلطی اور ناکامی کو محسوس کرکے بہت جلد عدم تشدد کی حمایت کریں گے۔ گاندھی جی کے نزدیک جاپانی حملہ خود عدم تشدد کو ترک کرنے کے بجائے اس کو آزمانے کا موقع فراہم کرتا ہے۔

احساس کی ناکامی

عدم تشدد کے متعلق یہ بات ذہن نشین رہے کہ اس کا منشا ایسی گرمی پیدا کرنا ہے جو پتھر کے دل کو بھی پگھلادے۔ اور اس طرح بدی کا قلع قمع ہوجائے۔ مگر خدا بڑی بڑی فوجوں کا ساتھ دیتا ہے۔ اور یہ باور کرنا مشکل ہے کہ عصر جدید کے ظلم و استبداد کو اپنا سکتا ہے۔ آج ہم ایک ایسی منظم قوت اور فریب کی پوشاکیوں سے دوچار ہیں جو سائنس کے آلات سے لیس ہیں اور وہ ایسے افراد کے ہاتھ میں آلۂ کار بنے ہوئے ہیں جن کی ہوس اقتدار کی پیاس بھی بجھ نہیں سکتی۔ اس خطرے کو یا تو ہم ختم کردیں یا یہ خطرہ ہم کو ختم کردیگا۔ اس بے روح ظلم و استبداد کی قلب ماہیت کی امید رکھنا دل خوش کن ناکامیابیوں میں اضافہ کرنا ہے ایک سہمگیر ایک مذہبی پیشوا خدا کار روٹ کا انسان کو نصیحت اور بچوں کو ... کے راستہ پر لیجایا جاسکتا ہے۔ مگر ایک سیاسی تحریک کو مذہبی احیا کے لئے بمشکل استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ ہماری موجودہ نسل کا رجحان زیادہ تر جنگی کی طرف ہے گاندھی جی کی ان ساری کوششوں کے باوجود ایسی فوج تیار نہ ہوسکی جو عدم تشدد پر کاربند ہو۔ گاندھی جی کے اکثر پیروں کے لئے عدم تشدد تو ایک نقاب کا کام دیتا رہا۔ واقعہ تو یہ ہے کہ صداقت اور عدم تشدد کے مسلک کو صورت پذیر ہونے کے لئے غیر متناہی وقت درکار لیکن اس خطرے کی شدت جس سے ہم دوچار ہیں۔ اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ ہم فرصت اور اطمینان کے ساتھ ان مسائل کے تجربے کرتے رہیں۔ وقت ہی سب سے زیادہ اہم چیز ہے۔ اگر ہم حال کو مستقبل کی کامیابیوں کی خاطر قربان کردیں تو بے شمار نسلوں کو موت کے گھاٹ اترنا پڑیگا۔ موجودہ ظلم و استبداد کا مقابلہ ہمارے محدود وسائل اور قوت کی تنظیم ہی سے ہوسکتا ہے۔ مسلح خطرہ کو مسلح قوت ہی سے مٹایا جاسکتا ہے۔ قوت بذات خود نہ خیر ہے اور نہ شر۔ اس کا اچھا یا برا ہونا اس مقصد پر منحصر ہے جس کے لئے یہ استعمال کیجاتی ہے۔

کانگریس کے اندر خانہ جنگی

ان نظری مباحث سے قطع نظر بعض عملی امور ایسے ہیں جن پر ہر اس شخص کو غور کرنا چاہئے جو وطن کی آزادی کا مشتاق ہے۔ یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ ہمارے لیڈر نہ تو کچھ سیکھتے ہیں اور نہ کچھ بھولتے ہیں۔ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کہ زمانہ سابق میں جو تحریکات شروع کی گئی ہیں وہ ایک زبردست سیاسی شعور پیدا کرنے کا باعث ہوئیں لیکن اقتدار کی منتقلی اب تک بطن عدم میں ہے۔ تحریک کو یا تو اس وجہ سے روک دیا گیا کہ تشدد پھوٹ پڑا تھا یا آخر میں مصالحت کرلی گئی۔ گاندھی جی تحریک عوام کے حامی نہیں تھے۔ کیونکہ ان کے خیال میں نراج اور تشدد پیدا ہونے کا اندیشہ تھا۔ آج گاندھی جی انتشار اور نراج سے دوچار ہونے تیار ہیں۔ کیونکہ برطانوی حکمرانی کا مرض ناقابل برداشت ہوگیا ہے۔ ۱۹۳۲ء سے گاندھی جی انفرادی ستیاگرہ کا طریقہ پسند کرتے رہے۔ اس طریقہ کو کانگریسی وزارتوں کے مستعفی ہوجانے کے بعد آزمایا گیا تھا۔ لیکن یہ بالکل ناکام ثابت ہوا۔ ہر تحریک کے بعد انتشار اور مایوسی کا دور شروع ہوا اور کوئی مثبت پروگرام نہیں تھا۔ اس درمیانی موقعہ میں حصول اقتدار کے لئے کانگریس کے اندر خانہ جنگی ہوتی رہی۔ ناگپوری ملا کا نام ہے کہ تمام کانگریسی تنظیمات بند کردی گئیں اور جنگ معرکے کے لئے حتیٰ کہ کانگریس کا سالانہ اجلاس بھی ملتوی کردیا گیا۔ جن لوگوں نے اس کی مخالفت کرنے کی جسارت کی ان کا تعاقب کیا گیا۔ اور ہر اختلاف رائے کو تشدد کی ایک صورت قرار دیا گیا۔ آج حالت یہ ہے کہ پوری قوم چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لئے بھی چند لیڈروں پر انحصار کرتی ہے۔ اور ہریجن میں جو سوالات شائع ہوئے وہ ہماری بیچارگی کی شہادت ہے اس کے ساتھ ساتھ صف اول کے لیڈروں میں مناقشات کا ایک سلسلہ جاری ہے اور یہ انتشار ایک کہنہ مرض ایک لاعلاج مرض بن گیا۔ قومیت کی اخلاقی بنیاد ہمارے ملکی انتشار اور ہر قسم کی منافقت کا باعث بن گئی۔ صاف بات تو یہ ہے کہ کانگریس کسی بڑی تحریک کے لئے قطعاً تیار نہیں ہے۔ اب حکومت کے ہاتھ میں قانون مدافعت ہند کا ہتھیار ہے جس کا دائرہ عمل بہت دور تک پھیلا ہوا ہے۔ مسلح جنگ میں مزاحمت کرنا حکومت کے غضب کو دعوت دینا ہے۔ اس کے علاوہ فرقہ پرست لوگ مقابلہ پر کمربستہ ہیں۔ اگر انہیں یہ شبہ ہو کہ حصول اقتدار کی کوشش کی جارہی ہے تو ممکن ہے کہ وہ دشمن کے کیمپ میں چلے جائیں۔ اگر آج کوئی تحریک شروع کی جائے تو وہ عدم تشدد کے مسلک اور اس کے بانی کے وقار کو بچانے کی ایک مایوسانہ کوشش ہوگی۔ قربانی ہمیشہ دلکش ہوتی ہے مگر قوم کو یہ توقع رکھنے کا حق ہے کہ اس کا نتیجہ بھی قربانی کی مناسبت سے مرتب ہوگا۔ اگر یہ تحریک گاندھی جی کی تجویز کے مطابق چلائی گئی تو اس سے اقتدار کی منتقلی ناممکن ہے۔

اس وقت پر جبکہ اقوام متحدہ کی سخت آزمائش کے دور سے گذر رہی ہیں جنگ کی مزاحمت کی تحریک شروع کرنا قطعاً دانشمندی نہیں۔ کیونکہ اس کے مشن کی ناکامی جس کو برطانوی پبلک کی ملوکیت پسندی کی دلیل تصور کیا جاتا ہے اور وہ منظم نراج جو بقول گاندھی جی کے آج پیدا ہوگیا ہے برطانیہ سے ہمدردی پیدا نہیں کرتا۔ خود گاندھی جی برطانیہ کو مشورہ دے رہے ہیں کہ وہ ہندوستان سے چلے جائیں تاکہ نفرت اور پریشانی کے اسباب رفع ہوجائیں۔ اگر آج کوئی تحریک شروع کی جائیگی۔ تو اس کی تہ میں مخالف برطانیہ جذبات کارفرما ہونگے اور اس کے نتائج بہت مہلک ثابت ہونگے۔ جیسا کہ خود گاندھی جی کہتے ہیں: "ایسے لوگوں کی بھی کافی تعداد ہوگی جو جاپان کے اعلان کو یاد کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ جاپان ہمارے ملک کو برطانیہ کی غلامی سے نجات دلائیگا۔ اس کے علاوہ ایسے بے شمار لوگ بھی ہیں جو عدم تشدد کے حامی تو نہیں مگر وہ نہ تو برطانیہ کی مدد کرینگے اور نہ جاپان کی"۔ لیکن اگر کوئی تحریک شروع کی جائے تو یہی عناصر اس تحریک سے فائدہ اٹھا کر دول محور کے ہاتھ قوم کو تقویت پہنچائینگے۔ ہمیں دول محور کے ففتھ کالم کو فراموش نہ کرنا چاہئے۔ ہمارے لیڈروں کا یہ اولین فرض ہے کہ قومیت کی بنیاد کو عالم کی حب الوطنی میں منتقل ہونے نہ دیں جس کا پروپیگنڈہ دول محور کے ریڈیو سے برابر کیا جارہا ہے۔ اس کے علاوہ مسلح جنگ میں مزاحمت کرنا جاپان کو حملے کی دعوت دینا ہے۔ خود پنڈت نہرو کی بھی رائے ہے۔ جرمنی اور جاپان میں اتحاد اسی وقت ممکن ہے جبکہ ہندوستان اور مشرق وسطیٰ کو فتح نہ ہوجائے۔ اور کوئی شخص ایسی آفت کے نتائج کا اندازہ نہیں کرسکتا۔ اس کے معنی روس اور چین کی مکمل شکست کے ہیں۔

ہر تحریک کے وہ نتائج زیادہ اہم ہوتے ہیں جو غیر وقتی طور پر پیدا ہوجاتے ہیں۔ ہم برطانیہ کی [illegible] کی تحریک کا نام دے کر [illegible] وقت کو اس کے عمل سے جانچا جاسکتا ہے (بقیہ صفحہ ۹ پر)

پبلک کارکنوں کے مشاغل

جون کے پہلے ہفتہ میں رکی مرتیعی کانفرنس کا اجلاس بمقام ہنگولی مسٹر بالا راؤ چوہان کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں ابتدائی تعلیم کو مفت اور جبری بنانے، پسماندہ لڑکیوں کو اردو سے مستثنیٰ کرنے اور ثانوی تعلیم اور تاہ بانی سہارا دینے کی نسبت قراردادیں منظور کی گئیں۔

آندھرا کانگریس سرپا پیٹھ کی مجلس عاملہ نے اپنے ایک جلسہ میں یہ قرارداد منظور کی ہے کہ حال میں آندھرا کانفرنس کے اجلاس دہر (؟) کے موسم میں لیڈروں کے مابین جو اختلافات رائے پیدا ہو گیا تھا اس سے آندھرا مہاسبھا کی شہرت پر ایک دھبہ لگنے کا اندیشہ ہے توقع کی جاتی ہے کہ تمام لیڈر بہ لحاظ ملک اپنے اختلافات کو منا کر ملک میں ایک اچھی فضا پیدا کریں گے۔

کبادی پر چار یگھی کی مجلس عاملہ کا ایک جلسہ ۱۹ر جون کو بمقام سلطان بازار منعقد ہوگا۔

مہاراشٹر اپست اقوام کانفرنس پربھنی کے اجلاس میں سماجی حقوق مذہبی زمینات کے حصول دیہاتوں میں چٹہ داروں سے حق کے حصول، دیہی عہدوں پر افراد پست اقوام کے تقرر وغیرہ کی نسبت قراردادیں منظور کی گئیں۔

سوامی راما نند تیرتھ اور مسٹر ریندر جوا اور دشا ہیمانی گئے ہوئے تھے جو وہ واپس آئے۔

نواب بہادر یار جنگ بہادر اور ارکان عاملہ مجلس اتحاد المسلمین اجلاس عاملہ میں شرکت کے بعد گلبرگہ سے واپس ہوئے۔

چیلی گاؤں تعلقہ احمد پور بیدر میں مجلس اتحاد المسلمین کی ایک شاخ قائم ہوئی۔

۱۰ر جون کو آریہ سماج بالنہ کی طرف سے دیانند آیورویدک اسکول کا افتتاح مسٹر نریندر کے ذریعہ عمل میں آیا۔ افتتاح کے موقع پر بالنہ کے سیٹھ، ساہوکار اور دیگر حضرات شریک تھے۔

۱۰ر جون کو آریہ سماجی کابلی گوڑہ میں ہفتہ وار میٹنگ میں آریہ سماج کی جانب سے مسٹر دیپانی کی ورنگل جیل میں موت واقع ہونے پر شوک سبھا منائی گئی۔

۴۔ خصوصی نشریے بندرگاہ پول میں ایک تقریر کے دوران میں کہا۔ انہوں نے کرنل ناکس کا ایک پیام پڑھا جس میں کہا گیا ہے کہ مڈوے کی شاندار فتح دنیا کی بحری تاریخ کے دلچسپ واقعات میں اضافہ کرتی ہے۔ بحر الکاہل کی ہر لڑائی میں ہوائی قوت کو سبقت اور فوقیت حاصل رہی اور یہ بات آگے بھی جیسے جیسے لڑائی بڑھتی جائے گی حاصل رہے گی۔

مسٹر ... نے یہ بھی کہا کہ طیارہ بردار جہازوں اور ہوا بازوں ... کو ... کے لئے ... رہی ہے۔

گوئرنگ کی پریشانی اور افسردگی

از ولیکھم اسٹیڈ

لندن بذریعہ خاص بحری تار۔ گوئرنگ نے پورے ایک گھنٹہ تقریر کی لیکن کسی نے ایک نعرہ تحسین بھی بلند نہ کیا۔ اس نے جو کچھ بھی کہا اس کو پریشانی اور افسردگی کا مجموعہ کہنا چاہیئے۔ اس کی تقریر سے ایسی افسردگی اور مایوسی کا اظہار ہوتا تھا کہ اس ملک میں اور امریکہ میں بعض لوگ متحیر تھے۔ اور کہتے تھے کہ کہیں اس میں بھی کوئی چال تو نہیں ہے لیکن میں نے گوئرنگ کی افسردگی سے ایک سیدھا سادھا اور مختلف نتیجہ نکالا ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ گوئرنگ کی تقریر کی افسردگی اس کی ذاتی اور حقیقی دہشت کا نتیجہ تھی اور چونکہ نازی حکومت کا تمام تر دار و مدار دہشت اور دہشت پسندی پر ہے لہذا مجھے یقین ہے کہ گوئرنگ نے خود اپنی دہشت کا اظہار کر کے افسردہ جرمن مزدوروں کو چونکانے کی کوشش کی ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس کو اپنی اس کوشش میں کامیابی ہوگی یا نہیں۔ اس تقریر سے کیا ظاہر ہوتا ہے؟ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جرمنی میں اس قدر شدید حد تک بے اطمینانی اور بےحسی پائی جاتی ہے کہ اس کے ازالہ کی فوری طور پر ضرورت محسوس ہوئی۔ دوسرے یہ ظاہر ہوا کہ عوام کا ہٹلر اور دوسرے نازی لیڈروں پر سے اعتماد اٹھ چکا ہے یہ کہ ایشیائے خورد دو نوش کی کمی ہے اور زیادہ کمی ہونے کا اندیشہ ہے۔ چوتھے یہ کہ اگر ہٹلر نے درشتی سے کام نہ لیا ہوتا تو روس کی موسم سرما کی مہم مکمل طور پر تباہ کن ثابت ہوتی، رہی یہ بات کہ ہٹلر نے کس قدر درشتی سے کام لیا اس کو تو جرمن مزدور ہی ہم سے بہتر سمجھ سکتے ہیں۔ جرمن باشندوں کو ان سخت آزمائشوں سے جو وہ اب تک برداشت کر چکے ہیں اور زیادہ سخت آزمائشیں برداشت کرنا ہوں گی کیونکہ یہ بات تو ناقابل تصور ہے کہ قادر مطلق نے ہٹلر کو گوشہ گمنامی سے نکال کر اس غرض سے بلندی پر پہنچایا ہے کہ وہ جرمن باشندوں کو تحت الثریٰ میں پہنچا دے۔

پوری امداد یا پوری تباہی

گوئرنگ نے جرمن باشندوں سے جو کچھ کہا اس کا خلاصہ یہ تھا کہ وہ ہٹلر کی غیر مشروط حد تک امداد کریں ورنہ ان کو مکمل طور پر تباہ ہو جانے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ وہ امید کرتا ہے کہ اس بات کے پیش نظر وہ ہٹلر کی انتہائی امداد کریں گے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ ایسا ہی کریں لیکن دوسری طرف اس بات کا بھی امکان پایا جاتا ہے کہ وہ ان صاف صاف تنبیہوں کا لحاظ کریں جو ان کو مسٹر ونسٹن چرچل، مسٹر انتھنی ایڈن اور پریذیڈنٹ روزویلٹ نے کی ہیں کہ جس قدر جلد نازیوں سے چھٹکارا حاصل کریں گے اسی قدر ان کے لئے اس بات کا بہتر موقع ہوگا کہ وہ جرمنی کی اور خود اپنی حالت کو سدھار لیں۔ مجھ کو یہ یقین کرنے میں تذبذب ہے کہ جس طرح برطانوی باشندوں نے اپنی مایوس کن حالت کے متعلق ایک بے لاگ بیان سن کر زیادہ شاندار اور مناسب ترین اقدام کیا تھا اسی طرح جرمن باشندے بھی متاثر ہوں گے۔ ... سے زیادہ ... ان کو محض جھوٹ کے متعلق

... بڑھائے جا رہے ہیں۔ ستمبر ۱۹۳۹ء اور دسمبر ۱۹۴۱ء کے درمیان کے دو برس سے زیادہ کی مدت میں ان کو فتوحات اور مال غنیمت کے لالچ کے سہارے پرورش کیا گیا جس سے بلقان اور دیگر جاپانیوں کی تصدیق ہوئی ہے جو ان سے کی گئی تھیں اب مزید فتوحات اور لوٹ مار کی توقعات کم ہو گئی ہیں اور ان سے بعض تکلیفیں برداشت کرنے اور معلق جیلنے کے وعدے لئے گئے ہیں۔ ۱۹۴۱ء کے موسم خزاں میں جب ان کو یہ آثار نظر آئے تھے تو ان کے حواس باختہ ہو گئے تھے ممکن ہے کہ وہ اس دفعہ بھی اسی طرح پیچ اٹھیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ صبر سے کام لیں۔ لیکن یہ بات یقینی ہے کہ ان کے نئے توقعات ناگوار ہوں گی۔ ممکن ہے جرمن باشندے یہ محسوس کریں کہ اس بے پناہ ذخیرے محروم ہونے کی حالت میں جرمنی کے لئے بہترین صورت یہی ہوگی کہ وہ ہٹلر اور نازیوں سے پیچھا چھڑا کر مستقبل کے یورپ میں کوئی حیثیت حاصل کرنے کی کوشش کریں اور ممکن ہے اس خیال کی اس خبر سے مزید حوصلہ افزائی ہو کہ عنقریب ایک ہزار برطانوی طیاروں سے جرمنوں پر یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ گوئرنگ نے جو یہ کہا تھا کہ یہ لڑائی ان تمام لڑائیوں سے زیادہ دشوار ہوگی جو جرمن اب تک لڑ چکے ہیں اس کا اصل مقصد کیا تھا۔ جرمن قصبوں اور شہروں پر روز آنہ رات کو بمباری کریں گے۔ مجھ تو یقین نہیں ہے کہ اس بے چینی اور بے اطمینانی میں کوئی کمی ہو جائے جو جرمنی میں پھیلی ہوئی ہے اور جس کو گوئرنگ نے اپنی تقریر میں دہشت کا اظہار کر کے دور کرنے کی کوشش کی ہے۔

مشرق بعید

چین کا محاذ

چنگ کنگ۔ ۱۰ر جون چین کے تازہ ترین اطلاع میں اطلاع دی گئی ہے کہ جنرل ہیو چیانگ کائی شک کی فوجوں نے صوبہ چکیانگ میں چوشن کی پروازگاہ کے مغرب میں ۲۶ میل پر ایک شہر فتح کیا۔ یہاں کے دوسرے متعدد مقامات چینی جاپانیوں کے عقب میں حملے کرکے ان کو پریشان کر رہے ہیں۔ اور ان چینیوں نے اس رقبہ میں کم سے کم دس اہم مقامات پر قبضہ کر لیا ہے۔

صوبہ کیانگسی کے مشرق میں چینیوں نے ایک ریوشے کا شہر خالی کر دیا۔

بندرگاہ مورسبی پر حملہ

میبورن۔ ۱۰ر جون۔ یہ اعلان کیا گیا ہے کہ بندرگاہ مورسبی پر ایک جاپانی بمبار اور ایک جنگی طیارہ مار گرایا گیا جبکہ ۱۰ر جاپانی بمبار طیاروں نے ۷ جنگی طیاروں کے ہمراہ بحری قلعہ پر حملہ کیا تھا۔ ہمارا تھوڑا سا نقصان اور چند جانیں ہوئیں اس معرکہ میں ہمارے ہوائیہ کا ایک طیارہ بھی ضائع نہیں ہوا۔

جاپانیوں کے کثیر نقصانات

بندرگاہ پول۔ ۱۰ر جون۔ بحر کورل اور جزیرہ مڈوے کے بحری لڑائی میں بحری نقصانات کے علاوہ طیاروں ... سپاہیوں کا جو نقصان جاپانیوں کو پہنچا وہ ... متحدہ کے نقصانات کے مقابلہ میں اس کا اندازہ کرتے ... اس کا انکشاف ہو سکا ہے ... امریکی ... سے ...

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

موہنجوڈرو شدید گرمی کی موجوں میں گھرا ہوا ہے۔ (ایک خبر) موہنجوڈرو کی کانگریس کمیٹی نے سیاسی جنگ کی نسبت جب قرار داد منظور کی تھی تو ہمیں موسم کی تبدیلی کا کچھ شبہ ہونے لگا تھا۔ اب ہمیں معلوم ہوا ہے کہ گرمی کی یہ موجیں آنند بھون الہ آباد سے لگ رہی ہیں۔

"اگر ہندوستان آزاد ہوتا تو وہ خود اپنی پالیسی کا تعین کرتا۔ اگر کسی قوت نے ہندوستان کے خلاف کسی قسم کے منصوبے باندھے ہیں تو ہم حملہ آور کی مقاومت کریں گے۔ ہم نہیں چاہتے کہ برطانیہ کی جگہ جاپان کو اپنا آقا اور مالک بنائیں۔ ہم مطلق العنانی کو برداشت نہیں کریں گے۔ ہم جاپانیوں کے اس پروپگنڈے پر بھروسہ نہیں کرسکتے کہ وہ ہندوستان کو آزاد کرانے کے لئے آرہے ہیں۔ ہندوستان خود اپنی قوت کے ذریعہ آزادی حاصل کرسکتا ہے اور اس کو برقرار رکھ سکتا ہے۔" (ڈاکٹر راجندر پرشاد)

مگر یہ ارشاد نہیں ہوا کہ یہ آزادی کب کس طرح اور کیونکر حاصل ہوگی؟ کیا خطیبانہ بلند آہنگیوں سے؟ الفاظ کی اس الٹ پھیر کو دیکھ کر ہمیں مولانا شبلی کا ایک شعر یاد آرہا ہے جو آج سے تیس سال قبل کہا گیا تھا مگر آج بھی صحیح ہے۔

قول خالی ہے۔ کچھ مباحث ملکی ہیں یہ
اک شغل ہے سیاست ہندوستان ابھی

"زیادہ اناج اگاؤ" کی مہم کو زیادہ وسیع اور منظم طریقہ پر چلانا چاہئے تاکہ تشفی بخش نتائج حاصل ہوں۔ کاشتکاروں کو زیادہ اناج اگانے کی تلقین کرنا کافی نہیں۔ (دہلی کا ایک مراسلہ)

اگر زیادہ اناج اگانے کی تلقین کافی نہیں تو "کم کھاؤ" کی مہم شروع کرنی چاہئے۔ گرانی کے زمانے میں ایسی مہم کی کامیابی سو فی صد یقینی ہے۔

"گولکنڈہ پتریکا" کا نامہ نگار ضلع کانفرنس نلگنڈہ کی رپورٹ میں تحریر کرتا ہے کہ:۔

ہندوؤں میں سے صرف ایک شخص اپاراؤ نے کانفرنس کی کاروائیوں میں حصہ لیا۔ بڑے لیڈر شریک نہیں تھے۔ پبلک نہیں جانتی کہ یہ اپاراؤ کون شخص ہے؟"

مگر اپاراؤ کے علاوہ جن لوگوں نے کانفرنس کی کاروائیوں میں حصہ لیا وہ سب کے سب مسلمان تھے اور جن ہندوؤں کے نام اخبارات میں شائع ہوئے ہیں وہ سب فرضی ہیں۔ اگر یہ درست ہے تو پھر تنقید غیر ضروری ہے اور یہ دریافت کرنا بھی بے سود ہے کہ آیا گولکنڈہ پتریکا کا نامہ نگار اس کانفرنس میں موجود بھی تھا یا بڑے لیڈروں کی تقلید میں کانفرنس سے بائیکاٹ کر رہا تھا۔

مگر ہم نے تو ایسے لوگوں سے بھی جن کے مکان پر یا جن کے مکان کے قریب سائرن لگا ہوا ہے یہ بات سنی ہے کہ سائرن بجتا رہا ہے اور وہ سوتے رہے (پیام)

اس طرح غفلت کی نیند سونے والوں کو سائرن جگا نہیں سکتا۔ یہ کام تو کابر ریڈ اسوسی ایشن کے سپرد ہونا چاہئے جو اپنے "جاگو جگاؤ" کے نعرے سے اہل شہر کو کبھی سونے دے گی۔

میری تجویز کی مخالفت ایسے لوگ کر رہے ہیں جو اسے اچھی طرح سمجھے بھی نہیں ہیں۔ (راجگوپال چاری)

کسی تجویز کی مخالفت کے لئے سوچنے اور سمجھنے کی ضرورت کیا مہاتما جی کی تحریکات کی تائید لوگ سوچ سمجھ کر کرتے ہیں؟ اگر لوگ سوچنے اور سمجھنے لگ جائیں تو پھر لیڈروں کی ضرورت کہاں باقی رہے گی؟ عوام کو غور و فکر سے دور رکھنا تو قائدین کا پہلا فرض ہے۔ ایک ماہر نفسیات کا قول ہے۔

خواب سے بیدار ہوتے ہیں ذرا محکوم اگر
پھر سلا دیتی ہے اُن کو لیڈروں کی ساحری

حیدرآباد میں مجھے ایک چیز کی کمی نظر آئی اور وہ ایک ملکی بیمہ کمپنی کی عدم موجودگی ہے۔

(صدر المہام بہادر فینانس)

ہم بھی ایک عرصہ دراز سے اس کمی کو محسوس کر رہے ہیں اور ہمارا خیال ہے کہ اگر ایسی کوئی کمپنی قائم ہو جائے تو سب سے پہلے ملکی مفاد کا بیمہ کرایا جائے۔

گاندھی جی "ہریجن" کی تازہ اشاعت میں والیان ریاست سے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

"اگر آپ کی رائے صحیح ہے تو خود مخصوص امتیازات والیان ریاست کو برباد کردیں گے۔ وہ امتیازات جو اہل ملک کی خدمت کرنے سے حاصل ہوتے ہیں ہمیشہ قائم رہیں گے لیکن وہ تمام لوازمات جن سے شان و شوکت ظاہر ہوتی ہے لازماً ختم ہو جائیں گے۔"

مخصوص امتیازات اور شان و شوکت کے لوازمات کے متعلق تو صرف کانگریسی لیڈر ہی جمہوریت کا یہ تقاضا ہے کہ کانگریس کے صدر کا جلوس نہایت تزک و احتشام اور (۵۲) ہاتھیوں کے ساتھ نکالا جائے۔ اور والیان ریاست کا فرض ہے کہ صدر کانگریس کے جلوس کے لئے ہاتھیوں کی سربراہی کریں۔ یہ ہے۔ اہل ملک کی خدمت!

کانگریس کے معتمد عمومی مسٹر اچاریہ کرپلانی مسٹر راجگوپال چاری کے ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"یہ ایک حقیقت ہے کہ آزادی تقریر جمہوریت کا عطیہ ہے۔ مگر ہر حق کے بالمقابل ایک فرض ہوتا ہے۔ جمہوریت میں بھی آزادی تقریر کو روایات اور قانون کے تابع رکھنا پڑتا ہے ہر شخص کو احتیاط اور ذمہ داری کے احساس سے انفرادی رائے ظاہر کرنی پڑتی ہے۔ آزادی تقریر پر قیود عائد کرنے کے لئے یہ دیکھا نہیں جاتا کہ کیا کہا گیا بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ کہاں اور کس طرح کہا گیا۔ یہ قیود خانگی افراد اور نیز ملک کار کنوں پر مساوی طور پر عاید ہوتے ہیں۔"

جب اسی اصول پر حکومت حیدرآباد عمل کرتی ہے تو ایک طرف سے پرجا منڈل اور سٹیٹ پیپلز کانفرنس شور مچاتے ہیں کہ حیدرآباد میں شہری آزادیاں مفقود ہیں اور دوسری طرف پنڈت نہرو کا یہ غوغا بلند ہوتا ہے کہ حیدرآباد میں قرون وسطیٰ کے حالات پائے جاتے ہیں۔ مگر اس کا کیا علاج کہ عصر جدید کے اس حریت پسند قائد کی لغت میں بے لگامی اور بدزبانی کا نام آزادی ہے۔

ناگپور میں گیہوں کا ذخیرہ۔ (ایک سرخی)
گیہوں کا ذخیرہ فساد کا پیش خیمہ

علمی و ادبی کتابیں

فلسفۂ عجم	(از علامہ سر اقبال)	قیمت عا
سپاس امیر (نظم)	۔ ۔ ۔	۶؍
ختم نبوت (مقالہ)	۔ ۔ ۔	۴؍
سفر حیدرآباد (نظم)	۔ ۔ ۔	۲؍
روح اقبال	از ڈاکٹر یوسف حسین خان	۱؍
جلوہ کرشن	مہاراجہ سر کشن پرشاد	۶؍
تین افسانے	سر شیخ عبدالقادر	۴؍
اندرون حیدرآباد	عالمہ ادیب خانم	۲؍

ملنے کا پتہ
احمدیہ پریس چارمینار حیدرآباد

برطانیہ اور روس کے مابین جدید معاہدہ

جنگ میں باہمی امداد اور امن میں تعاون

لندن ۱۱ جون۔ مسٹر ایڈن نے دار العوام میں اعلان کیا کہ برطانیہ عظمیٰ نے روس سے معاہدہ طے کر لیا ہے جس کی رو سے جرمنی کے خلاف جنگ کے دوران میں روس کے ساتھ کئے ہوئے تحالف کی توثیق ہو گئی ہے۔ انھوں نے انکشاف کیا کہ ایم۔ مولوٹوف گفت و شنید میں حصہ لینے کے لئے ۲۰ مئی کو لندن آئے اور معاہدہ پر دستخط ۲۶ مئی کو ہو گئے۔ دوسرے دن مولوٹوف امریکہ گئے اور واشنگٹن میں مسٹر روزولٹ سے تجارت کا۔ امداد اور اطمینان بخش گفتگو کی۔ مولوٹوف اب ماسکو واپس پہنچ گئے ہیں۔

مسٹر ایڈن نے کہا کہ راضی نامہ کی رو سے جنگ کے بعد دونوں ممالک جرمنی یا اس کے وابستگان کے کسی مزید حملے کے خلاف ایک دوسرے کو مدد دیں گے نیز صلح کے سمجھوتہ اور منشور اوقیانوس کے اصولوں کی بنا پر تعمیر جدید کے دور میں ایک دوسرے سے اور متحدہ اقوام سے تعاون کریں گے۔

باہمی رضامندی کے بغیر صلح نہ ہوگی

مسٹر ایڈن نے معاہدہ کی شرائط کا خاکہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ مملکت متحدہ برطانیہ اور سوویٹ روس اپنے اس عزم کی توثیق مزید کرتے ہیں کہ جنگ میں ایک دوسرے کو ہر ممکن مدد دیں گے اور ہٹلری حکومت یا جرمنی کی کسی اور حکومت سے جو صاف طور پر تمام اقدامی ارادوں کو ترک نہ کرے، کوئی گفت و شنید نہیں کریں گے۔ دونوں ممالک بجز باہمی رضامندی کے جرمنی سے یا کسی دوسری مملکت سے جو یورپ میں اعمال اقدام میں اس کے ساتھ تعلق رکھتی ہو متوالے جنگ یا صلح کی گفت و شنید نہ کریں گے اور نہ معاہدہ طے کریں گے۔ دونوں ممالک اس سے بھی متفق ہیں کہ جب امن دوبارہ قائم ہو تو وہ یورپ میں سلامتی اور معاشی خوش حالی کے نظام کے لئے مل کر کام کریں گے اور ایسا کرتے ہوئے متحدہ اقوام کے مفادات کا لحاظ کریں گے اور ان دو اصولوں کی پابندی کریں گے کہ اپنے لئے ارضی اضافہ نہ کریں اور دوسری حکومتوں کے اندرونی معاملات میں دخل نہ دیں۔

"دونوں حکومتیں اس خواہش کا اعلان کرتی ہیں کہ امن کو برقرار رکھنے اور جنگ کے بعد کسی اقدام کی مقاومت کرنے کے لئے مشترکہ کارروائی کی تجاویز اختیار کرنے میں دوسری ہم خیال حکومتوں سے اتحاد کیا جائے۔ جنگ ختم ہو تو وہ متحدہ رہ کر کوشش کریں گی کہ جرمنی یا کوئی دوسری مملکت جو یورپ میں اعمال اقدام میں اس کے ساتھ تعلق رکھتی ہو دوبارہ اقدام یا امن شکنی نہ کرے۔ دونوں حکومتوں نے اتفاق کیا ہے کہ اگر ہمارے ممالک میں کوئی ایک جنگ کے بعد کے زمانہ میں جرمنی یا اس کے کسی یورپی ساتھی کے حملے کے نتیجہ کے طور پر اس سے لڑائی میں الجھ جائے تو دونوں حکومتیں فوراً ایک دوسرے کی امکانی فوجی اور دوسری تائید و مدد کریں گی۔"

معاہدہ کی مدت

مسٹر ایڈن نے کہا کہ معاہدہ اس وقت تک نافذ رہے گا جب تک معاہدہ کنان فریق باہمی راضی نامہ سے تسلیم نہ کریں کہ بین الاقوامی تحفظ کے ایک طویل میعاد کے نظام نے جو اس معاہدہ کا مجوزہ نصب العین ہے اختیار کردہ تجاویز نے اس کی جگہ لے لی ہے۔ معاہدہ کا ایک فقرہ یہ ہے۔ "ایسی تجاویز اگر اختیار کی جائیں تو معاہدہ ۲۰ سال تک اور اس کے بعد اس وقت تک نافذ رہے گا جب کوئی ایک معاہدہ کنان فریق اس کو ختم کر دے۔"

معاہدہ میں توثیق کا ایک فقرہ شامل ہے اور دونوں حکومتوں کو فکر ہے کہ معاہدہ کی جس قدر جلد ہو سکے توثیق ہو جائے۔

کوئی خفیہ قول و قرار نہیں

مسٹر ایڈن نے کہا کہ ایم مولوٹوف سے ہمارے طویل اور دوستانہ تبادلۂ خیال سے ہمیں یقین ہو گیا ہے کہ معاہدہ سے دونوں حکومتوں کی مشترکہ خواہش کا اظہار ہوتا ہے۔ ہم ایم اسٹالن اور ایم مولوٹوف سے کامل باہمی اعتماد کا ربط قائم کر کے اس خوشگوار نتیجہ پر پہنچنے کے قابل ہوئے۔ مسٹر ایڈن نے برطانوی روسی مفاہمت کے لئے ایم میسکی سوویٹ سفیر متعینہ لندن کی طویل مدت کی قیمتی امداد کا بھی ذکر کیا۔ انھوں نے کہا "کسی قسم کا کوئی خفیہ قول و قرار یا پابندی نہیں ہے۔" ایم میسکی ایوان میں موجود تھے اور پر زور تالیاں بجیں جب مسٹر ایڈن نے بیان دیا۔

ملک معظم کا پیام

قرطاس ابیض میں جس میں معاہدہ کا متن درج ہے صدر کالینن اور ملک معظم کے بیانات کے متن بھی شامل ہیں۔ ملک معظم کا پیام یہ ہے: "یہ معاہدہ ہماری سخت اور تلخ کشمکش میں دونوں ممالک کی مساعی کی نذر دیتا ہے اور ہماری فتح کے بعد کے ... برسوں میں دلی تعاون اور باہمی امداد کا ہم کو پابند کرتا ہے۔ میں یہ یاد دہانی کرنا چاہتا ہوں کہ آپ مسٹر پریسیڈنٹ اس کا خیر مقدم میری ہی مانند خلوص سے کرتے ہیں اور میری ہی مانند یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس کا اثر نہ صرف ہمارے دونو ممالک بلکہ ساری دنیا کے لئے فائدہ مند ہوگا۔"

صدر روس کا جواب

صدر کالینن کا جواب یہ ہے: "مجھے یقین ہے کہ اب جس معاہدہ پر دستخط ہوئے ہیں وہ مشترکہ دشمن کے خلاف سخت اور ناقابل مصالحت کشمکش میں ہمارے دونوں ممالک کے جنگی تحالف کو اور مضبوط بنا دے گا اور فتح کے بعد کے برسوں میں دلی تعاون اور باہمی امداد کا تعین دلائے گا۔"

دوسرے محاذ کی نسبت مفاہمت

یہاں سرکاری اعلامیہ جاری کیا گیا کہ دونوں حکومت کو دوران کی گفتگو سے باخبر رکھا گیا۔

باقی صفحہ ۸ پر

کیا یہ جنگ مذہب کے احیا کا باعث ہوگی؟

بقیہ صفحہ (۱)

زوال کا براہ راست نتیجہ ہے۔ اگر آپ نازیوں کی سیاست پر غور کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ان میں سیاسیات سے زیادہ گہری کوئی چیز ہے۔ عصر جدید میں کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ نوجوانوں کی پوری نسل نہ صرف اپنا جسم بلکہ اپنی روح بھی ایک فرد واحد کے سپرد کر چکی ہو۔ پوری جرمن قوم کا دماغ ایک قید خانہ میں ہے جس کی کنجی ہٹلر کے ہاتھ میں ہے۔ مگر اس قوم نے اپنی خوشی سے قید خانہ میں جانا پسند کیا ہے۔ وہ سوچنے اور سمجھنے کے حق سے دست بردار ہو گئی ہے۔ وہ مرنے کے لئے تیار ہے مگر یہ جاننا نہیں چاہتی کہ اس کو کس چیز کے لئے مرنا ہے۔ وہ کہتی ہے کہ اشتمالیت کے خلاف ہم اپنی جان دینے تیار ہیں مگر وہ جاننا نہیں چاہتی کہ اشتمالیت کیا چیز ہے۔ تعجب نہیں کہ یہ جذبہ جو ساری جرمن قوم میں سرایت کر گیا ہے مذہبی جذبہ کے مماثل ہے۔ نازی ایک شخص کے متعلق ایسا احترام محسوس کرتے ہیں جس کا مستحق صرف خدا ہے۔ گورنگ کا یہ عجیب و غریب مقولہ کہ "ہٹلر تنہا ہے اور خدا بھی تنہا ہے۔ ہٹلر خدا کے مماثل ہے۔" نازیوں کی اس روش کو ظاہر کرتا ہے جو انھوں نے اپنے قائد کے متعلق اختیار کی ہے۔

نقطۂ نظر میں تبدیلی

میرے خیال میں یہ علامات بلاشک و شبہ اس نتیجہ کی طرف رہنمائی کرتے ہیں کہ جرمنی کے نوجوان مذہب سے محروم ہو کر اپنے لئے خود ایک مذہب تخلیق کرنے کی فکر میں ہیں۔ اور یہ قوم پرستی کا مذہب ہے۔ اس سے کیا نتیجہ اخذ ہوتا ہے؟ اگر میرا یہ خیال درست ہے کہ مذہب کے احیا کے لئے سامان تیار ہو رہا ہے تو ہمیں نازیوں سے سبق حاصل کرنا چاہئے اور یہ دیکھنا چاہئے کہ کہیں ہماری روح غلط راستہ پر نہ بھٹک جائے۔ ابتدا میں جس خلیج کا میں نے ذکر کیا تھا اس کو پاٹنے کی یہی صورت ہے کہ انسانوں میں ایسا مذہبی نقطۂ نظر پیدا ہو جائے جو عملی زندگی میں جھلکنے لگے۔ خود انگلستان میں روحانی بے چینی محسوس کی جا رہی ہے۔ یونیورسٹی کے پروفیسر کی حیثیت سے مجھ کو نوجوانوں کے مشاہدہ کا موقع ملتا ہے اور میں ان میں ایک طرح کا تغیر محسوس کر رہا ہوں۔ چند سال قبل تک مارکس کا نظریہ نوجوانوں کی بحث کا مرکز بنا رہتا تھا۔ نوجوانوں کو ان سوالات سے دلچسپی تھی کہ سرمایہ داری کے تحت تمدن کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ کیا روس کی اشتراکیت ساری دنیا میں پھیل جائے گی؟ کیا صنعتوں کو نفع اندوزی کے بغیر چلایا جا سکتا ہے۔ اس قسم کے مسائل کو حل کے جنگ سے پہلے نوجوان سمجھتے تھے کہ وہ دنیا کے لئے ایک نظام نو کی بنیاد تیار کر رہے ہیں۔

لیکن اب سوالات مختلف ہیں۔ کیا خدا چاہتا تھا کہ یہ جنگ ہو؟ خدا نے ہٹلر کو کیوں پیدا کیا؟ نازیوں کی برائیوں کو خدا کیوں روا رکھتا ہے؟ کیا یہ ہمارے گناہوں کی سزا نہیں! کیا جنگ کے بعد ایسی صنعتیں جاری رہ سکتی ہیں جو صرف چند افراد کے لئے منفعت بخش نہیں بلکہ سب کے لئے مفید ہوں! کیا ایسا معاشرہ قائم ہو سکتا جس کی بنیاد نفرت و مسابقت نہیں بلکہ محبت اور اشتراک عمل ہو؟ ان سوالات سے نوجوانوں کی دلچسپیوں کا پتہ چلتا ہے۔ کیا نقطۂ نظر کی یہ تبدیلی مذہب کے احیا کا پیش خیمہ تو نہیں؟

وفد پارٹی کی کامیابی

از

احمد شکر والدمیر

انقرہ کے "اولس" نامی اخبار میں مشہور و بالا مصری سے ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

وفد پارٹی کی کامیابی سے مصر کی اندرونی پالیسی میں ایک نیا دور شروع ہوا ہے۔ اس کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ برطانیہ اور وفد پارٹی کے تعلقات بہت خوشگوار ہیں۔

سابق میں برطانیہ اور وفد پارٹی کے تعلقات کبھی اچھے نہیں سمجھے گئے۔ وفد پارٹی اس لئے ظہور میں آئی تھی کہ انگلستان سے مصر کی آزادی حاصل کرے اور اس کا نقطۂ نظر برطانوی اثر کے ہمیشہ مخالف رہا۔ مگر ادھر کچھ دنوں سے برطانیہ اور وفد پارٹی کو ایک دوسرے سے قریب لانے والے عناصر لوگوں کی توجہ اپنی طرف منعطف کر رہے ہیں۔ اس جنگی زمانہ میں جس دور میں سے مصر گزر رہا ہے برطانیہ کو یہ ضروری معلوم ہوا کہ مصر میں ایک ایسی مضبوط حکومت قائم ہو جس پر مصر کے لوگوں کو اعتماد ہو۔ ایسی حکومت دیگر پارٹیوں کی نہیں بلکہ صرف وفد پارٹی اور اس کے زبردست پرجوش رہنماؤں ہی کی قائم کی جا سکتی تھی۔ جنگ شروع ہونے کے وقت سے مختلف مصری حکومتوں نے جن میں سے ہر ایک نے برطانیہ سے جو معاہدہ اتحاد کیا ہے اس پر چلنے کا حلف اٹھایا تھا کبھی تو اس معاہدہ پر عمل کرنے میں ہچکچاہٹ ظاہر کی اور کبھی اس کی ذمہ داری سے بچ کر نکل جانے کی کوششوں کی کچھ ایسی ہی تھیں جو دول محور کی طرف مائل تھیں۔ اس سے برطانیہ کے دل میں شکوک پیدا ہو گئے۔

وفد پارٹی کی پالیسی معلوم کرنے کے لئے نحاس پاشا کی وہ تقریر دیکھنا کافی ہے جو موصوف نے کچھ دن ہوئے ارشاد فرمائی تھی۔ وفد پارٹی کو یقین ہے کہ محور کی فتح سے مصر کی آزادی سخت خطرہ میں پڑ جائیگی۔ مصری کونسل کے صدر کے یقین کی بابت کوئی شخص شبہ نہیں کر سکتا۔ انھوں نے محوریوں کا پول خوب اچھی طرح کھولا ہے۔ جس طرح اطالیہ کے حبشہ پر حملہ کرنے سے مصر برطانیہ سے معاہدہ اتحاد کرنے پر تیار ہو گیا۔ اس وقت مصر جس عظیم خطرہ سے دوچار ہے اس نے اس پارٹی کو انگلستان کے ساتھ ہو جانے پر مجبور کیا۔ مصر میں ۱۹۲۳ء سے اب تک جس قدر حکومتیں برسر اقتدار آئیں ان میں وفد سب سے زیادہ قوی حکومت ہے۔

ایسے نازک زمانہ میں جب کہ مصر کے مستقبل کا سوال درپیش ہے۔ ایک ایسی طاقتور حکومت کا برسر اقتدار آنا جس کو جمہور کا اعتماد حاصل ہو مصر کے لئے بہت فائدہ مند ہوگا۔

حتی الامکان وعدہ کی پابندی
اور بہترین طباعت کا مرکز
احمدیہ پریس چارمینار حیدرآباد دکن

"ہندو مسلم سمجھوتہ کے بغیر آزادی حاصل نہ ہوگی"

کل ہند مسلم لیگ کا سرکاری جریدہ "ڈان" دہلی مسلم لیگ کی پالیسی کی وضاحت اور مسٹر راج گوپال چاری کی تحریک کی حمایت کرتے ہوئے لکھتا ہے:- "ملک کے آگے اصل مسئلہ آزادی کا حصول ہے۔ لیکن آزادی حاصل نہ ہوگی تا وقتیکہ ہندوؤں میں مستقبل کی ملک کی حکومت میں اپنے اپنے حصوں کے متعلق تصفیہ نہ ہو جائے۔ اس قسم کے سمجھوتے کے بغیر ہندوستانی باشندوں میں اتحاد خیال نہ ہوگا۔ جو برطانوی حکومت کے آگے ایک متحدہ محاذ پیش کرنے کے لئے ضروری ہے۔ مسلمانوں کا مقدمہ بہت واضح اور سادہ ہے وہ اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں کہ وہ ہندوؤں کے ساتھ ایک نہیں رہ سکتے اس ذیلی براعظم میں امن و امان کا دارومدار تقسیم ہند پر ہے۔ ان کا مطالبہ پاکستان اٹل ہے جس میں کسی ترمیم کی گنجائش کسی صورت میں نہیں ہے۔ اس لئے وہ اصل امر پر زور دیتے ہیں کہ کسی دستوری ترقی سے قبل پاکستان کی قبولیت کا یقین دلایا جائے۔ یہ صحیح ہے کہ اس مطالبہ سے برطانیہ حکومت کو ہندوستان پر اپنی حکومت برقرار رکھنے میں "پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو" کی پالیسی پر عمل پیرا ہونے کا موقع مل جاتا ہے لیکن اب حکومت پر الزام دینے کا ان لوگوں کو بھی کوئی موقع مل سکتا جو اتحاد کی کسی تحریک کو ملک کے مفادات کے لئے ضرر رساں سمجھتے ہیں۔ آج تمام ہندو اخبارات اور کانگریس ہائی کمانڈ مسٹر راج گوپال چاری کو محض اس وجہ سے برا بھلا کہہ رہے ہیں کہ وہ (راج گوپال چاری) کہتے ہیں کہ کانگریس اور لیگ میں سمجھوتہ ہونا چاہئے" اور اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے مسلم اکثریتی رقبوں میں خود ارادیت کا اصول اور ان کا حق علحدگی تسلیم کیا جانا چاہئے۔ اگر وہ مسلمان اس کی خواہش کریں۔ اگر جنگ کی ابتدا ہی میں کانگریس اور لیگ میں سمجھوتہ ہو جاتا تو برطانیہ ہندوستان کے انتظام سے دست بردار ہونے سے مشکل انکار کرتا۔ لیکن اب بھی کچھ زیادہ دیر نہیں ہوئی اگر ہندو مسٹر راج گوپال چاری کے مشورہ پر عمل کریں اور پاکستان کا مطالبہ قبول کرنا چاہئے جس کی معقولیت نے کانگریسی صفوں میں تغیرات پیدا کر دئے ہیں۔

برطانیہ اور روس کے مابین جدید معاہدہ

بقیہ صفحہ (۷)

لکھا ہے کہ ۱۹۴۳ء میں یورپ میں دوسرا محاذ قائم کرنے کے اشد ضروری کام کی نسبت برطانیہ اور روس میں پوری مفاہمت ہو گئی۔ روس کو برطانیہ سے بھیجنے کے لئے تیار ہوائی جہاز اور دوسرے سامان جنگ کی رسد کی مزید اصلاح کے مسئلہ پر بھی بحث و گفتگو ہوئی۔ فریقین کو اعتقاد ہے کہ معاہدہ سوویٹ یونین، برطانیہ اور امریکہ کے درمیان آئندہ کے تعلقات کی ایک مضبوط بنیاد رہے گا۔ معاہدہ صرف فتح تک ہٹلری جرمنی اور اس کے اتحادیوں کے خلاف کشمکش ہی ایک ناقابل تسخیر ہتھیار ہی ہوگا اور اس کے بعد قریبی اتحاد کا یقین دلائے گا۔

مسٹر سی راجگوپال چاری کی تجاویز

مدراس جنوبیہ: ڈاک گشتی پورم کی مجلس نوجوانان کی میٹنگ میں مسٹر کرشنا چاری کے زیر صدارت ایک جلسہ ہوا جس میں مسٹر عبد الستار نے جو ڈنڈیگل کے رہنے والے ہیں راج گوپال چاری کی تجویز پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ وہ اس تجویز کو کانگریس اور لیگ کا سمجھوتہ سمجھنے کے بجائے ہندو مسلم سمجھوتہ سمجھنا پسند کرتے ہیں۔ اور یہ کہ اس سمجھوتے کے بنیادی سوال میں کسی اختلاف کی گنجائش نہیں ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ بیرونی حملے کے بڑھتے ہوئے خطرے کے پیش نظر مسٹر راج گوپال چاری نے ایک متحدہ محاذ کی ضرورت محسوس کی اور خیال کیا کہ اس احساس کا منطقی نتیجہ کانگریس اور مسلم لیگ کے سمجھوتہ کی ضرورت میں ظاہر ہوگا اس لئے انھوں نے مدراس رزولیوشن کی پیش کیا۔ خلاف توقع مسٹر کانگریس نے اس رزولیوشن کی مخالفت کی۔ مقرر نے کہا کہ مخالفت کا سبب پاکستان کا لفظ تھا۔ اگر مدراس کی قرارداد کو صحیح طور پر سمجھا جاتا تو کوئی غلط فہمی پیدا نہ ہوتی۔ مسٹر راج گوپال چاری نے پاکستان کو اپنی تجویز میں اس لئے شامل کیا کہ اس سے لیگ پر واضح ہو جائے کہ پاکستان خود مسلمانوں کے لئے مضرت رساں ہے مسلمانوں کے مفاد کے حق میں کرنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ مسلم لیگ نے پاکستان کو اپنا نصب العین بنالیا۔ مسٹر راج گوپال چاری نے بڑی فراست سے کام لیکر پاکستان کے جنون کو پاکستان ہی سے علاج کرنا مناسب سمجھا۔

مسٹر عبد الستار نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ کانگریس کی مجلس عاملہ ہندو مسلم سمجھوتہ کا کوئی متبادل طریقہ دریافت کرے تو اس سے مسٹر راج گوپال چاری کو کوئی اختلاف نہ ہوگا بلکہ وہ بہت مسرور ہوں گے۔

مناسب ہوگا کہ اس مرحلہ پر گاندھی جی کانگریس کی نمائندگی کرتے ہیں۔ مقرر نے توقع ظاہر کی کہ آج کل واردھا میں جو گفتگو ہو رہی ہے اس کے نتیجہ کے طور پر راج گوپال چاری کو مدعو کیا جائے گا اور موجودہ اختلافات کو رفع کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ لیکن واردھا کے ناکام ہونے سے ہندو مسلم سمجھوتہ نہ ہو سکے تو میں راج گوپال چاری سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ چند دنوں کے لئے اپنی تجویز کا ہر پروپگنڈہ ملتوی کر دیں کیونکہ ایسے طرز عمل سے ان کی تجویز کو مزید تقویت پہنچے گی اور کچھ عرصے کے بعد کانگریس کی مجلس عاملہ خود ان سے گفت و شنید کرے گی۔ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ عوام کے قلوب میں اعتبار پیدا ہونے لگے گا۔ (ا۔ پ)

تاج محل
ہیر ڈریسنگ سیلون
لیڈیز اینڈ جنٹس
روبروئے
ڈاکٹر کروسکر ترپ بازار حیدرآباد دکن

حکم نگرانی زغال

کرنل ای۔ ڈبلیو۔ سلاڈ کنٹرولر زغال ممالک محروسہ سرکار عالی نے حسب ذیل نوٹ جاری کیا ہے۔

جریدہ اعلامیہ مورخہ ۱۰ مہر تیر ۱۳۵۰ف مطابق ۱۰ مئی ۱۹۴۲ء میں ریاست حیدرآباد کی کانوں سے حاصل کئے ہوئے کوئلے کی فراہمی اور تقسیم سے متعلق حکم شائع ہو چکا ہے۔ فی الوقت کوئلے کی فراہمی میں جو بڑی دقت واقع ہو رہی ہے اور آئندہ ممکن ہے کہ اور زیادہ دقت پیدا ہو۔ کوئلے کے بے ضرورت استعمال کی روک تھام ضروری ہے۔ عوام کی توجہ اس امر کی طرف منعطف کرائی جاتی ہے کہ ان کی روزمرہ ضروریات کے لئے کوئلے کی قلیل مقدار ہی دستیاب ہو گی اس لئے کہ کوئلہ صرف اہم اور جنگی ضروریات کے لئے ہی مخصوص کیا جائے گا۔

جہاں تک ممکن ہے عوام لکڑی کے ایندھن سے کام لیں۔ مٹی پیداوار کو ایندھن کے بدلے استعمال کرنے کے متعلق تجربے کئے گئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ گیاس سے تیل پر چلنے والے انجن مونگ پھلی کے تیل سے بخوبی چل سکتے ہیں نیز ایک لیمپ بھی ایسا بنایا گیا ہے جو عمدگی سے مونگ پھلی کے تیل سے جل سکتا ہے۔ یہ چند ایسے بدل ہیں جو مقامی کوئلہ اور درآمد تیل کی جگہ آسانی سے لے سکتے ہیں۔

روشنی اور قوت کے لئے برقی صرفہ کو ممکنہ طریقے سے کم کرنا چاہئے۔ اور ان طریقوں پر غور کرنا ضروری ہے جن کی مدد سے برقی صرفہ کم سے کم ہو۔ گھریلو ضروریات اور کم مقدار میں کوئلہ جلانے والے اصحاب کو چاہئے کہ کوئلہ گٹہ داروں سے خریدیں جو اس کے لئے اجازت نامے گٹہ داروں کے نام اجرا ہوں گے۔ جس طرح کوئلے کی بڑی مقدار والوں کی نگرانی زغال کے احکام کے تحت کوئلہ فراہم کیا جائے گا جو گٹہ دار عوام کو کوئلہ غیر معمولی منافع سے فروخت کریں ان کے اجازت نامے منسوخ کر دئے جائیں گے۔

کارخانے والے گٹہ دار اور کوئلے کے دلال جو وقت واحد میں ایک واگن بھر یا اس سے بھی زیادہ کوئلہ اندرون ریاست خریدنا چاہیں انہیں چاہئے کہ اجازت نامے کے لئے اپنی درخواستیں کول کنٹرولر حکومت سرکار عالی بی۔ ای۔ ایچ۔ دی نظامس اسٹیٹ ریلوے بورڈ آفس سکندرآباد کے پاس روانہ کریں۔

اس حکم کے زیر اثر حسب ذیل کان رہیں گے۔

۱- سنگرینی کالریز لمیٹڈ، تانڈور، گٹہ گوڈم وسنگرینی کالیریز۔

۲- دی شانتی کالریز

بہر صورت کے مقامی کوئلے کے دلالی خریداروں کے پاس فارم ماہ جولائی ۱۹۴۲ء کے لئے روانہ کئے جا رہے ہیں۔ اگر ۲۰ جولائی ۱۹۴۲ء تک یہ فارم وصول نہ ہوں تو انکو چاہئے کہ فوراً کول کنٹرولر کے پاس سوال کریں جہاں سے وہ کوئلہ حاصل کرنے کی درخواست روانہ کریں۔ کوئلہ حاصل کرنے کے لئے ہر مہینہ جدید درخواستیں پیش کی جائیں گی۔ جس قدر کوئلہ کی مقدار فروخت کی جا سکتی ہیں اس کو درخواست گذار...

اضلاع میں اصلاحی تدابیر

بیدر۔ تعلقہ آشٹی ضلع بیڑ ممالک محروسہ سرکار عالی کے قحط زدہ رقبہ میں واقع ہے۔ اور حال حال تک بارش کی قلت یہاں اکثر پریشانی کا موجب ہوا کرتی تھی۔ خصوصاً کاشت کاری کے لئے پانی فراہم کرنے کا کوئی بھروسہ کے قابل ذریعہ نہ تھا۔ اس کی ضرورت ہمیشہ محسوس کی جا رہی تھی۔ لیکن ۲ لاکھ کے مصارف سے روٹی پراجکٹ تعمیر پانے کے باعث اس شدید ضرورت کی تکمیل ہو گئی۔ یہ خزانہ آب قصبہ آشٹی سے ساڑھے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس کا بند جو ۲۰۳۹ فیٹ جانب ہے بوکری اور کیسر ندی کے سنگم سے کچھ نیچے ڈالا گیا ہے۔ اس خزانۂ آب میں تقریباً ۵۰۰ ا مربع میل رقبۂ زمین کا پانی شامل ہوتا ہے اس کے تحت ۱۰۵۰ ا ایکڑ زمین کی کاشت ہو سکتی ہے ایک بڑی نہر کے ذریعہ جو ۱۳ میل لمبی ہے پانی کھیتوں کو پہنچایا جاتا ہے۔ اس بڑی نہر سے کئی چھوٹے نالے نکالے گئے ہیں۔ اس پراجکٹ کی تعمیر سے اس تعلقہ کے کاشتکاروں کی حالت بہت کچھ سنبھل گئی ہے۔

نئے خزانۂ آب کو استعمال کر کے اس ریاست کے مچھلیوں کے کاروبار کو فروغ دینے کی کوشش ہو رہی ہے بیان کیا جاتا ہے کہ حکومت سرکار عالی کا محکمہ ماہی گیری یہاں کھانے کے قابل مچھلیوں کی مختلف اقسام کی پرورش کرنا چاہتا ہے۔ توقع ہے کہ اس طرح مچھلیاں کثرت سے فراہم ہو سکیں گی۔ اور اطراف و اکناف کے ریاستی علاقوں کے علاوہ برطانوی ہند کے صوبوں میں بھی ان کی خوب نکاسی ہو گی۔

تعلقہ آشٹی میں پینے کے صاف پانی کی بھی شدید ضرورت تھی حال حال تک جو پانی فراہم ہوتا تھا۔ وہ مضر اثرات سے پاک نہ تھا۔ اس سے نارو اور دوسرے امراض جو ناصاف پانی کی وجہ سے پھیل جاتے ہیں یہاں عام تھے لیکن اب محکمہ گندگی باولیات کی بدولت یہ تمام حالات بدل چکے ہیں اس تعلقہ کے تقریباً تین چوتھائی حصہ میں گہری باولیاں کھود دی گئی ہیں جن میں زیر زمین کا صاف پانی آتا ہے۔ ہر موضع میں ایسی دو باولیاں موجود ہیں یہی وجہ ہے کہ اس تعلقہ میں نارو کا مرض اب زمانہ رفتہ کی بات ہو کر رہ گیا ہے۔

ان اصلاحات کے ساتھ ساتھ قصبہ آشٹی کو جدید وضع کا بنایا جا رہا ہے۔ تنگ اور گرد آلود سڑکوں کی جگہ کشادہ و پختہ سڑکیں لے رہی ہیں سڑکوں کے دونوں جانب موریاں تعمیر کی گئی ہیں جن کی یہاں سخت ضرورت تھی۔ قدیم شکستہ مکانوں کی جگہ اصول حفظ صحت کے مطابق جدید وضع کی عمارتیں تعمیر پا رہی ہیں اب تک اس قسم کے ۵۰۰ مکانات بن چکے ہیں۔ علاوہ ازیں قصبہ کے مختلف حصوں میں عورتوں اور مردوں کے لئے جدا جدا بیت الخلا تعمیر کئے گئے ہیں۔ قصبہ میں کھیل کے میدان اور کتب خانہ بھی موجود ہیں۔ ان تدبیروں کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ نہ صرف قصبہ آشٹی میں بلکہ اس تعلقہ کے دیگر دیہات میں بھی ریڈیو سٹ نصب کئے گئے ہیں ان کے ذریعہ دیہاتیوں کو صحیح معلومات پہنچائے ہیں اور غلط اور گمراہ کن پروپیگنڈہ کا ازالہ کرنے میں بڑی مدد مل رہی ہے۔

جنگی کوششوں میں اس تعلقہ کے باشندوں نے جو حصہ لیا ہے وہ ایک نمایاں کارنامہ ہے۔ باوجود ان حقیقتوں کے کہ یہ تعلقہ ممالک سرکار عالی کے قحط زدہ رقبہ میں داخل ہے اور یہاں کے باشندوں کی اوسط آمدنی اس ریاست کی عام اوسط آمدنی سے کم ہے، اس تعلقہ کے باشندے جنگی کوششوں میں دوسرے تعلقوں سے پیچھے نہیں۔ اس وقت تک حیدرآباد کے سرمایۂ اغراض جنگ میں اس تعلقہ کی جانب سے (۲۲۰۰۰) روپے داخل ہو چکے تھے۔

بیدر۔ قصبہ بیدر میں جہاں اب تک فراہمی آب کے لئے صرف باولیوں ہی پر دار و مدار تھا۔ اب (۲۰۹۲۲۰) روپیوں کی لاگت سے جدید قسم کا انتظام عمل میں آنے والا ہے۔ جنگ کوکی کمبر وائی نالی وادی میں جو اس قصبہ سے کوئی دو میل دور ہے ایک تعطیری گیلری تعمیر کر کے زیر زمین پانی حاصل کیا جائے گا۔ یہ پانی ایک پمپنگ باؤلی میں جمع ہو گا۔ جہاں سے اسے برقی پمپ کے ذریعہ ایک اونچے خزانۂ آب میں پہنچایا جائے گا۔ خزانۂ آب سے پانی شہر میں تقسیم ہو گا۔ اس اسکیم کے مطابق فی شخص روزانہ (۱۵) گیلن کی شرح سے زیادہ سے زیادہ (۵۲۰۰۰) لوگوں کے لئے پانی فراہم ہو سکے گا۔

۳- ہیں باعتبار ترجیح تقسیم کیا جائے گا۔ اور یہ ترجیح کاروبار کی اہمیت اور ان کے جنگی نوعیت کے لحاظ سے قائم ہو گی۔

کول کنٹرولر پر کوئلے کے اجازت کے جاری کرنے کی وجہ سے کوئلے کی فراہمی کی ذمہ داری نہ ہو گی۔ جاری کردہ اجازت ناموں کا مقصد یہ ہو گا کہ کوئلہ فراہم کرنے والے کوئلے کی فراہمی ترجیحی طور پر کریں۔

بڑی مقدار میں کوئلے کا اجرا ریلوے واگنوں کے مہیا ہونے پر منحصر ہے کوئلے کے خریداروں کو چاہئے کہ واگنوں سے عجلت ممکنہ ریت اتاریں تاکہ خالی شدہ واگنیں جلد سے جلد کوئلے کی حمل و نقل کے لئے مہیا رہیں۔

عوام اور کارخانوں کے مالکوں کو جو اندرون ریاست کوئلہ خریدنا چاہیں۔ وہ کول کنٹرولر کی خدمت میں درخواستیں روانہ کریں تاکہ متعلقہ حکام کے پاس ان کی درخواستیں ضروری ترجیحی سفارش کے ساتھ روانہ کی جائیں۔

کول کنٹرولر کو اس بات کا یقین ہے کہ موجودہ حالات کے مد نظر ان کی اس درخواست پر کہ کوئلہ ممکنہ طور پر کفایت سے خرچ کیا جائے تاکہ کوئلہ اہم اور جنگی صنعتی کاموں کے لئے دستیاب ہو سکے پبلک پورے تعاون سے ساتھ دے گی۔

گاندھی جی کی قیادت کدھر جا رہی ہے!

(بقیہ صفحہ ۱۲)

اسی طرح تاریخ میں بیسیوں سے زیادہ قائم کو اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ مجلس عاملہ کو چاہئے کہ اس سوال کے ہر پہلو پر غور کرے۔ اس کے فیصلوں پر حصول اقتدار کی خواہش غالب نہ آنی چاہئے اور نہ ان انقلاب پسند افراد کے غرور کو تسلط حاصل ہونا چاہئے۔ جو ایک ہی سانس میں کانگریس اور گاندھی جی دونوں کے مسلک کی حمایت کرتے ہیں۔

(ٹائمز آف انڈیا)

نگرانی قیمت اشیاء

حیدرآباد ۲۸ جون - اخبار پیام کے اداریے کے اس سوال پر کہ کمیٹی نگرانی قیمت اشیاء کے احکام کی خلاف ورزی کے سلسلہ میں کتنے مقدمے چلائے گئے اور کتنے اشخاص کو سزائیں ہوئیں، مولوی مرزا منصور احمد خان صاحب غیر سرکاری رکن کمیٹی نگرانی قیمت اشیاء نے جواب دیا کہ تعداد مقدمات رجوع شدہ قابل تذکرہ ہے اسی لئے میں نے اپنے سابقہ بیان میں تفصیل سے گریز کیا تھا۔ اس وقت تو امر متعلقہ مالک محروسہ کے تحت گیہوں اجناس اور ریاست کی تنصیب گورنمنٹ نے مقرر کر کے قانونی احکام مقرر کئے ہیں اور ان احکام کے تحت صرف دو مقدمات رجوع عدالت ہوئے ہیں۔

قانون بیکار ہے اگر اس پر عمل نہ ہو

قانون کی افادیت پر بحث کرتے ہوئے خان صاحب نے کہا کہ جب قانون منظور کیا جاتا ہے احساس فرحت پیدا اور نفاذ ہوتا ہے اس وقت جبکہ تجربات کے نتائج مایوس کن ہوں۔ نفاذ قانون کا مقصد انسداد ہوتا ہے اور انسداد کے لئے ذرائع کا ہونا ضروری ہوتا ہے جو عملہ دفتر کمیٹی نگرانی قیمت اشیاء میں مقرر ہے وہ اتنا کم ہے جبکہ تجارتی و بازاری حالات کا علم حاصل کرنا ہی میری رائے میں اس عملہ کے لئے دشوار ہے۔

موصوف نے آگے چل کر کہا کہ اس قانون سے متعلق ہر بیوپاری اور ہر جوک رکھنے والے انسان کو ہے اور انسداد کے لئے قانون میں باوجود اتنی زبردست ہونے کے عملہ ناقابل ذکر ہے میری رائے میں وسیع الاثر قانون کے لئے یہ مناسب ہوتا کہ نفاذ کے ساتھ ہی پولیس کو اختیارات دست اندازی دیئے جاتے کیونکہ پولیس ہی جرائم کے انسداد اور احکام سرکاری کی تعمیل کی واحد ذمہ دار ایجنسی سمجھی جاتی ہے۔ میں مانتا ہوں کہ بعض مخصوص قوانین میں پولیس کو دست اندازی کا حق نہیں دیا جاتا لیکن اس قسم کے قوانین کا دائرہ اثر محدود ہوتا ہے۔ اس لئے ایسے قوانین کی جس سے عام انسانی ضروریات زندگی کا تعلق ہو خلاف ورزی کو محدود عملہ کے ہاتھ میں دینا کبھی اس کے اثر پذیر ہونے کا نہیں ہو سکتا۔

ایک غریب دو چار آنے کی جوار ایک چھوٹے قریہ حیدرآباد کی غیر آبادگی میں خریدتا ہے۔ اس کے ساتھ جب قانونی سلوک نہ کیا جائے تو یہ تصور کر ناکہ وہ شکایت لیکر کسی ایک مخصوص مقام پر جائے گا اور خاص فرد تک اپنی فریاد پہنچانے کا امکانات سے دور ہے۔ اس کی داد خواہی مقامی ملازمین سرکاری کر سکتے ہیں۔ دو چار آنے سے متعلق خلاف ورزی عام نقطہ نظر سے گو ناقابل توجہ ہوتی ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کی حیثیت کہ ہمارے ملک میں لاکھوں انسان آٹھ آنے اور پیسوں کی آمدنی رکھتے ہیں۔ اور ایسی چند پیسوں پر ان کا گزارہ ہے جو ان کی پونجی ہے ایسے غیر معمولی حالات میں جب پیش آگئے ہیں ان کا بچاؤ نہ کیا جائے تو نفاذ قانون کا اصل مقصد حاصل نہ ہو سکیگا اور اس کے لئے وسیع جانے پر عام نگرانی لازمی ہے مخصوص عملہ ناکافی ہوگا۔ تجربات کرنے سے بہتر ہے کہ گزشتہ تجربات سے کام لیا جائے۔ گزشتہ جنگ کے زمانہ میں میں سول سپلائز کے محکمہ میں کام کر چکا ہوں۔ اب وقت میں نے محسوس اور معلوم کیا تھا کہ مخصوص عملہ تمام نگرانی کے لئے ناکافی ہے لیکن انسدادی کارروائی کے لئے زیادہ کارآمد نہیں ہو سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کو اس جانب بطور خاص متوجہ ہونا چاہئے۔ یہ وقتی کام ہے اور وقت گزر جانے کے بعد ملک اس فائدہ سے محروم رہے گی جس کی گورنمنٹ متمنی ہے۔

درآمد کیلئے ویگنوں کی ضرورت

اس سوال پر کہ عدم فراہمی ویگن کے باعث گزشتہ ہفتہ جو دقتیں پیش آرہی ہیں ان میں کوئی بہتری صورت پیدا ہوئی ہے یا نہیں، مولوی منصور احمد خان صاحب نے جواب دیا کہ ہماری ریلوی اس جانب خصوصیت کے ساتھ متوجہ ہو گئی ہے ریلوے افسران مسٹر مشتاق احمد اور مسٹر علی رضا بگرامی گزشتہ ہفتہ میں ان مقامات پر گئے جہاں سے مال حیدرآباد اور دیگر اضلاع پر جاتا ہے اور ذاتی معلومات حاصل کرنے کے بعد خاص ذرائع ان حصوں میں مال پہونچانے کے اختیار کئے گئے ہیں جہاں مال کی کمی ہے مثلاً محبوب نگر، بھونگیر، نلگنڈہ، اور ورنگل اجلاؤ کے لئے ریلوے نے ناندیڑ اور مدھری سے ایک اسپیشل ٹرین جوار کی روانگی کی جو دو شنبہ کو حیدرآباد پہونچی اور ایک چاول کی اسپیشل ٹرین نظام آباد سے حیدرآباد و سکندرآباد کے لئے اس ہفتہ آچکی ہے۔ میں آج اتفاقاً ریلوے آفس گیا تھا اور یہ معلوم کر کے مجھے بڑا اطمینان ہوا کہ شیڈیولڈ (چھوٹی لائن) پر روزانہ دس پندرہ ویگن جوار کے لئے اور نظام آباد سے چاول لانے کے لئے سطر ہو ویگن فراہم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ علاوہ اس کے محکمہ محروسہ سرکار عالی کے ان حصوں میں بھی روانہ ویگن روانہ کی جارہی ہیں جہاں ضرورت ہے۔ اطمینان کی وجہ یہ ہے کہ ڈی۔ٹی۔ ایس۔ ریلوے نے ویگنوں کی تقسیم اور اس کا کنٹرول اپنے ہاتھ میں رکھا ہے جس کے باعث یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ اجناس کے لئے ویگن وقت پر مل جائیں گے۔ بیجواڑہ سے چاول کی درآمد کا مسئلہ جس کے متعلق مجھے اتنا علم ہے کہ اس نگرانی اشیاء نے سرکار عالی کی جانب سے بیجواڑہ سے چاول لانے کے لئے جن ویگنوں کی تنگی محسوس کی تھی ان کو عام بیوپاریوں کو دینے کی ریلوے سے سفارش کی گئی ہے۔

سویٹ یونین کے مسلمان باشندے

تعلیمی اور تمدنی ترقی

مسلمان باشندے سویٹ یونین کی حقیقت میں بہت اہم حصہ ہیں۔ آذربائیجان، ترکمانیہ، ازبکستان، قازقستان، قرغیزیہ، تاتاریہ، ایلنگریہ، داغستان، اور شمالی کاکیشیا کی دیگر روسی جمہوریتوں کے باشندے تمام مسلمان پر مشتمل ہیں۔ ان میں سے بہت سے افراد کو سویٹ یونین کے اعلیٰ ترین قومی اعزاز ملے ہیں۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد سے ایک دستور کی رو سے تمام قومی امور سیاست اور مسلم زبان کا قانون ختم کر دیا گئی ہیں۔ یونین کی قوموں کی تمام زبانیں برابر کا درجہ رکھتی ہیں۔ قومی جمہوریتوں میں ترقی یافتہ ہیں ایک قدر روسی ہوتی ہیں اور ایک وہ زبان جو اس جمہوریت کے زیادہ تر باشندے بولتے ہیں۔

اور جنوری ۱۹۴۱ کو ان اسکولوں میں جن میں آذربائیجانی، تاتاری، عربی، ترکی اور دیگر مسلم زبانوں میں تعلیم دی جاتی ہے طالب علموں کی کل تعداد ۲۱۹۰۰۰۰ تھی۔ اس میں وہ طلباء شامل نہیں ہیں جو ایسے اسکولوں میں تعلیم پاتے ہیں جہاں سویٹ یونین کی دوسری زبانوں میں تعلیم ہوتی ہے۔ روسی اور دیگر قوموں کے طلباء بھی شامل نہیں ہیں جو ایسے اسکولوں میں تعلیم پاتے ہیں جہاں ترکی، تاتاری اور اسی طرح کی دیگر زبانوں میں تعلیم دی جاتی ہے۔

عبادت کی آزادی

سویٹ آئین کی دفعہ ۱۲۴ تمام شہریوں کی مذہبی عبادت کی ضمانت کرتی ہے۔ اس کی بنا پر وہاں پر مذہبی تعلیم اور شیعہ سنی دونوں کی مسجدوں میں عبادت وغیرہ کرنے کی آزادی ہے۔ سویٹ یونین میں مسلمانوں کا مرکز شہر تاشقند ہے جہاں کے مذہبی رہنما آج کل علامہ عبدالرحمٰن مدنی کا مستقل مسکن ہے۔

سویٹ یونین کے مسلمانوں کی معاشرتی زندگی میں اس قدر تیزی سے ترقی ہوئی کہ سابق میں اس کی خیال نہیں تھی۔ وسط ایشیائی جمہوریتوں۔ ازبکستان، ترکمانستان، تاجکستان، قرغیزیہ اور قزاقستان میں ۱ جنوری ۱۹۴۱ کو ۳۰ تھیٹر تھے جن میں ۲۳ مقامی زبانوں میں تماشا دکھاتے تھے۔ ان جمہوریتوں میں ۷۰۰ کتب خانے ۲۲۰ کلب وغیرہ اور ۲۳ عجائب خانے تھے۔ مسلمانوں کی زبانیں اور ان کے پرانے ادبیات پھر سے زندہ کئے جارہے ہیں۔ روسی بور ژوازیوں اور یورپی ادبیات کی ترجمہ شدہ کتابوں کے ترجمے ترکی، تاتار، اقوام کی زبانوں میں کئے جارہے ہیں۔ مسلم جمہوریتوں میں غیر تعلیم یافتہ لوگوں کی تعداد بہت کم ہو جاتی ہے ۱۹۱۲ میں ترکی کی جمہوریہ میں تعلیم یافتہ لوگوں کی فیصدی تناسب مردوں میں ۱۲۰۵ اور عورتوں میں ۱۰۰۱ تھا۔ ۱۹۴۱ میں یہ اعداد مردوں میں ۲۳۰۲ اور عورتوں میں ۷۰۰۶ ہوگئے۔

اعلیٰ تعلیم

دیگر جمہوریتوں کے بعد بھی ایسا ہی ہے ۱۹۳۴ کی مردم شماری کے لحاظ سے آذربائیجان کی جمہوریت میں ۲۵۰۰ آدمی اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے اور وہاں کی کل آبادی ۲۰۰۰۰۰ تھی جبکہ جمہوریت کی کل آبادی ۱۲۰۰۰۰۰ میں سے ۲۰۰۰۰ آدمی اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے اور قازق جمہوریت میں ۱۹۰۰۰۰ کی آبادی میں تقریباً ۲۰۰۰ آدمی اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے۔ مسلم علاقوں میں علمی تعلیم کے بہت سے نئے ادارے کھلے ہیں۔ ان کی تعداد قازقستان کے دارالسلطنت الماآتا میں ۲۰۔ آذربائیجان کے دارالسلطنت باکو میں انسٹیٹیوٹ میڈیکل اکیڈمی کے علاوہ ۱۰۔ ازبکستان کے دارالسلطنت تاشقند میں سنٹرل ایشیا ٹکنیکل یونیورسٹی سمیت ۱۴ ہیں۔ سوویٹ اکیڈمی آف سائنس کی شاخوں کا جال قومی جمہوریتوں میں دور تک پھیلا ہوا ہے اور ان میں مسلمان سائنس دان کام کرتے ہیں وسط ایشیا قفقاز اور وولگا کے خاص کے روسی مسلمان بھی ایسی چیزیں رکھتے ہیں جن کو وہ ٹیوٹ کے برباد کن دست رس سے بچانا چاہتے ہیں۔

اخبار "مملکت"
کا مطالعہ کیجیے

احکام اعانت راہروان

پبلک کی نقل و حرکت میں سہولت پیدا کرنے کے لئے حکومت سرکار عالی کی جانب سے ایک حکم جاری کیا گیا ہے جس کا مقصد حالات جنگ کے تحت تاریکی کے اوقات میں ٹریفک (پبلک آمد و رفت) میں سہولت پیدا کرنا ہے۔ اس حکم کے حکم کے نفاذ کی تاریخ کا اعلان مناسب کیا جائے گا اور اس کا اطلاق ان تمام مقامات پر ہوگا جو لنگ کو بھی مبارک سے دس میل کے اندرون واقع ہوں حکم حسب ذیل ہے:۔

تمہید

ان احکام کا مقصد یہ ہے کہ جنگی حالات کی موجودگی میں راہگیروں کے اوقات تاریکی میں چلنے پھرنے کی سہولت بہم پہنچائی جائے (۱) بجز ان گاڑیوں کے جو منجملہ ذیل کی صورتوں میں مستثنیٰ کی گئی ہیں کوئی گاڑی (۵) میل فی گھنٹہ کی رفتار سے تجاوز کرے گی۔

مستثنیات۔ (الف) وہ گاڑیاں جو سامان حرب کی یا اس کے نقل و حمل کے لئے درکار یا لازمی ہوں (ب) کوتوالی، آتش فرو جماعت، پلسے آر پی کی گاڑیاں۔ (۲) الٹ یا ہوائی حملہ کے اوقات علاوہ دیگر اوقات میں جو موٹر گاڑیاں بحالت سکون کھڑی ہوئی ہوں ان کے پہلو یا عقب کی روشنیاں روشن رکھی جائیں گی (۳) ہوائی حملہ کی تنبیہ کی صورت میں جو گاڑیاں سڑک پر چل رہی ہوں گی سڑک کی بائیں جانب روک دی جائیں گی اور ان کی روشنیاں فوراً گل کردی جائیں گی۔ موٹر گاڑیوں کی (اگنیشن کی) "اگنیشن سوئچ" میں لگی رہنے دی جائے گی اور ہر گاڑی کی شیشہ دار کھڑکیاں گرادی جائیں گی۔ گھوڑا گاڑی یا بیل گاڑیوں کے جانور چہرہ پر کسا دھرے سے بچے باندھ دیے جائیں گے (۴) الف۔ تمام موٹر گاڑیوں کے بمپرز، مڈ گارڈوں، مڈ گارڈ کے کناروں اور رننگ بورڈس پر سفید یا کوئی دوسری سفید چیز جو سفیدہ سے کم نمایاں نہ ہوگا لگا جائے گی اور باڈی کے پیچھے بیچوں بیچ میں (۱۲) انچ قطر کا ایک سفید قرص اس طرح بنا دیا جائے گا کہ پیچھے سے آنے والے راہگیروں کو بھی صاف دکھائی دے۔ اگر کسی موٹر گاڑی میں بمپر مڈ گارڈ، رننگ بورڈ نہ ہوں تو سفیدہ یا سفید چیز اس گاڑی پر مساوی مقامات پر لگا یا جما دی جائے گی۔ (ب) ٹرائیکل یا بائسکل جو پیچھے کی طرف سے دیکھی جا سکے اس کے پچھلے حصہ پر سفیدہ یا سفید تختی لگادی جائے گی۔ جو (۱۲) انچ مربع سے کم نہ ہوگی (ج) مذکورہ بالا سفیدہ، سفید چیز یا سفید تختی صاف رکھی جائے گی اور سے چڑا نہ چھپنے دیا جائیگا (۵) حسب ذیل مقامات پر سفیدہ لگانا ضروری ہوگا۔

(الف) سڑکوں کے اتصالی چوراہوں، پھاٹک، خم، کونوں اور ایسے حصوں پر جہاں سڑک کے عرض میں یکدم تبدیلی ہو گئی ہو سطح سڑک پر ایک ایک فٹ کے فصل سے ایک ایک فٹ لمبی پٹیاں۔

(ب) درختوں، روشنی کے ستونوں وغیرہ پر جب سڑک کے پہلو میں ہوں زمین سے تین فٹ کی اونچائی تک (۲) انچ کے فصل سے (۲) انچ چوڑی آڑی پٹیاں۔

(ج) سڑک کے بیچوں بیچ ایک مسلسل سفید خط کی صورت میں۔

(د) موڑوں اور کونوں، بکڑوں وغیرہ پر جو سڑک کے سلسلہ کو آسانی سے نمایاں کرتی ہوں۔ (۲) انچ چوڑی اور آتی ہی دور دور آڑی پٹیاں۔

(مررشتہ معلومات عامہ)

نہرو اور جناح ملکر ملک کو بچائیں

راجہ جی کی تقریر۔

پنڈت جواہر لال نہرو اور مسٹر جناح مل کر ملک کو بچائیں۔ مسٹر سی راج گوپال چاری نے بیان تقریر کرتے ہوئے کہا کہ برطانیہ بہت سے جرائم کا مرتکب ہوا ہے لیکن وہ اپنے جرائم میں اس ملک کو بدنظمی کی حالت میں چھوڑ کر انتشار نہیں کر سکتا کہ وہ بیرونی اقدام کا یقینی طور پر نشانہ بن جائے۔ اس دل ہلا دینے کی امید میں کوئی صداقت نہیں کہ بلالحاظ کانگریس کے نعرہ پر پبلک کہ کر ملک سے چلا جائیگا اور یہ کہ ایک ایسا خلاء ہو جائے گا جس میں ہم بنیادی قومی نظام سے کام شروع کر سکیں۔ برطانیہ کے خالی کردہ ایک ایک انچ پر جاپان قبضہ کرے گا۔ دشمن اور اشتعال انگیز تفرقی کو بڑھا دے گا اور اپنے کام میں لائے گا تاکہ اس کا کام آسان ہو جائے اور ملک کو بے بسی کی محکومی کی حالت تک گھٹا دیا جائے۔ مسٹر راجگوپال چاری نے پوچھا کہ کیا کوئی چیز کانگریس اور مسلم لیگ کے فوری سمجھوتہ سے بڑھ کر حقیقی اور راست ضروری ہے۔

"کانگریس کی ... کا امکان نہیں پنڈت نہرو اور مسٹر جناح قائم رہ جائیں۔ ... تنظیمی عنصر ہے خلاف بڑھکا کارروائی

نہیں ہے۔ وہ جناح پر دو گام نہیں ہے مجھے پرواہ نہیں کہ میرا کیا ہوتا ہے۔ یہ کافی ہے اگر پنڈت جواہر لال نہرو اور مسٹر جناح سرگرمی دکھائیں۔ اور وہ جو چیز حاصل کریں جو اس نازک صورت حال میں ضروری ہے اور ملک کو بچائے گی اور قوم کو با اطمینان آزادی کے ساحل پر اتار سکے گی۔

فون نمبر ۳۲۷

خزانہ عامرہ کی

موڑ پر

بنارسی مال

کا مخزن

رام بخش جے چند (لاڑ بازار)

بیوپاریوں اور آرڈر پر سپلائی کرنیوالا

قائم شدہ ۱۸۷۰ء

سید عبد الرزاق اینڈ کمپنی

خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

کیمسٹ خاص اعلحضرت حضور نظام

صدر دفتر —— شاخیں

چار کمان حیدرآباد دکن
فون نمبر ۲۰۷۸

عابد روڈ
فون نمبر ۲۰۷۱

آکسفورڈ اسٹریٹ سکندرآباد
فون نمبر ۲۵۵

پارچہ جات

ایف ۔ ڈی ۔ خان اینڈ کمپنی

محی الدین بلڈنگ حیدرآباد دکن

کفایت کی خاطر

ریڈیو لیگ کے رکن بن جائیے

لاوڈ اسپیکر کرایہ پر دیئے جاتے ہیں
پرانے ریڈیو درست اور فروخت کئے جاتے ہیں

ریڈیو ہاسپٹل

۱۹۳۶

توپ کا سانچہ حیدرآباد دکن

جیبی
مہاراجہ ڈبل ہیر آئیل

طلائی تحفہ شیر فیہ
بالوں کو بڑھاتا سفیدی کو دور کرتا ہے دماغ کو قوت آنکھوں کو ٹھنڈک پہونچاتا اور فرحت بخشتا ہے۔
قیمت فی بوتل ۱۲؍

بھگوان اینڈ کمپنی گلزار حوض حیدرآباد دکن

اندرون ہند

نامور ترکی ادیب خالدہ ادیب خانم کی مشہور کتاب "ان سائڈ انڈیا" کا ترجمہ از سید ہاشمی فرید آبادی ۔
"افتتاح الاندلس" ۔ از ابن القوطیہ ۔ اسلامی اندلس کی تاریخ پر کتاب بہت مستند سمجھی جاتی کوئی مورخ ایسا نہیں ہے جس نے استفادہ کیا ہو۔
اختلاف اللسان ۔ از شمس الدین وجاہت حسین وجاہت دہلی اور لکھنؤ کی زبان کے الفاظ اور عبارت کا ادب فصاحت بلاغت کا بہترین تحفہ ہے۔ قیمت ۱۲؍
کبیر صاحب پنڈت زتشی ۔ منوہر لال کبیر کی سوانح عمری ان کی شاعری پر سیر حاصل بحث کلام کا مجموعہ انتخاب
قیمت ۱۲؍
شری مد بھگوت گیتا ۔ مولفہ مسز برکت رائے یوں تو بھگوت گیتا کے کئی ترجمے شائع ہو چکے ہیں لیکن یہ ترجمہ نہایت عام فہم زبان میں کیا گیا ہے ہر خاص و عام اس اہم کتاب کے مطالب آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ شروع میں رائے بشیشور ناتھ نے دیباچہ تحریر فرمایا ہے۔
قیمت ۱؍
نیز ہمارے یہاں اردو علم و ادب کی جملہ کتابیں دستیاب ہوتی ہیں مشہور علمی و ادبی اور علمی جرائد کی ایجنسی بھی ہمارے یہاں قائم ہے اپنی ہر علمی ادبی ضرورت کے لئے ہمیشہ مکتبہ کو یاد رکھئے۔

فہرست مفت

مکتبہ ابراہیمیہ حیدرآباد دکن

دواخانہ عثمانیہ

کے نسخوں کے مواقف عینکیں بنا کر دیجاتی ہے
نیز ہر قسم کے گلاس و فریم وغیرہ ملتے ہیں۔

حاجی عنایت علی یوسف علی چارمینار حیدرآباد

عزیز برادران

تاجران غلہ

نظام شاہی روڈ
حیدرآباد دکن

دیسی صنعت

حیدرآباد کے کاریگروں کے ہاتھ سے بنائے ہوئے

خوش نما شیروانی بٹن

جو ہر قسم کے کپڑوں پر موزوں ہو سکتے ہیں۔

قیمت ۶؍

ملنے کا پتہ

محمد عبدالرحمن جنرل مرچنٹ مچھلی کمان حیدرآباد دکن

[illegible] مطبع [illegible] میں طبع ہو کر باہتمام سید حسن (عثمانیہ [illegible]) [illegible] سے شائع ہوا۔